تختہ ناٹک

مردانہ کیرکٹر

ارسلان۔ وزیر۔

پرویز۔ سعدان کا بیٹا۔

خاقان۔ بادشاہ۔

زہرہ کا شوہر

ماہ پارہ کا شوہر

دل آرا کا شوہر

سعدان۔ دوسرا وزیر۔

بہرام۔ سعدان کا چھوٹا لڑکا۔

گلفرو۔ مرزا اکرم کا نوکر۔

نقو۔ مرزا اکرم کا ملازم۔

جلیل۔ مرزا اکرم کا بیٹا۔

ظفر۔ سالار۔

[illegible]۔ مرزا اکرم کے دوست۔

زنانہ کیرکٹر

ماہ پارہ

دل آرا } بادشاہ کی بیٹی

زہرہ

گلفام۔ ظفر کی خادمہ۔

لیلیٰ۔ جلیل کی بیوی۔

ماہ پارہ۔ حضور والا یہ امر سچ ہے کہ سمندر کا پانی کوزے میں نہیں سکتا تو اسے بھی سچ جانئے کہ آپ کی بے انتہا محبت کا اظہار زبان کے ذریعے ادا نہیں ہو سکتا۔ میری گویائی اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتی کہ جتنی محبت اس ناچیز کو آپ سے ہے اتنی محبت کسی اولاد کو اپنے والدین سے ہو گی

زہرہ۔ اللہ رے خوشامد۔

خاقان۔ (خوش ہو کر) شاباش اے میری لخت جگر شاباش۔ مجھ ضعیف کے مشتاق کان جس بات کے لیے گوش بر آواز تھے تو نے وہی تسلی بخش بات کہہ سنائی۔ مبارک ہو وہ باپ جس نے تمہارے جیسی لائق اولاد پائی۔ (دل آرا کی طرف مخاطب ہو کر) ہاں بولو اے پیاری اب تیری ہے باری۔

دل آرا۔ ذرہ نواز آبا جان کی سچی اور لاجواب تقریر کے بعد اس کنیز کا کچھ عرض کرنا محض فضول ہے۔ اتنا تو حضور بھی جانتے ہیں کہ میری طبیعت اور آبا جان کی طبیعت کی یکساں کیفیت ہے ؎

دونوں دل میں جلوہ فرما ہے محبت آپ کی
دونوں گھر کا ہے اجالا شمع الفت آپ کی
سر میں سودا آپ کا دل میں عقیدت آپ کی
منہ پہ کلمہ آپ کا لب پہ مدحت آپ کی
[illegible] بھی آپ ہیں
گر خدا کہتا تو ہم کہتے خدا بھی آپ ہیں

زہرہ۔ [illegible]

خاقان۔ (خوش ہو کر) مرحبا اے میری چہیتی لڑکی مرحبا۔ تو بہت ہی سمجھدار اور فرمانبردار ہے۔ (زہرہ کو مخاطب کر کے) ہاں اے میری [illegible] تیری گل افشانی کا انتظار ہے۔

زہرہ۔ اے پدر بزرگوار میں کیا عرض کروں ؎

اتنا عقل مجھ سے کہتی ہے کہ [illegible] سکتی
مگر میرا یہ کہنا ہے کہ میں کچھ کہہ نہیں سکتی

خاقان۔ خرافات کہتے ہیں کیا ہرج ہے زبان کا تو یہی فرض ہے۔
زارا۔ بیشک زبان گویائی کے لیئے پیدا ہوئی ہے۔
خاقان۔ پھر تم کیوں نہیں بولتی۔ آخر کچھ تو زبان کھولو۔
زارا۔ اوس کی خدائی اور یکتائی کا اقرار کرنے کے لئے اور ضرورت کے وقت
اپنی ضرورت کا اظہار کرنے کے لیئے

زباں کی راحت تو چاہے اگر ۔ تو باتیں بھی کرنا ذرا سوچ کر
کہے ایک جب سُن لے انسان دو ۔ کہ حق نے زباں ایک دی کان دو

گانا

کر غور گر ہے دانا پڑے آخر پچھتانا گیانی کا گن گانا۔ کر غور
دل کی دل میں سوچ لے پہلے اوس دم لب پر لانا۔ کر غور
جس نے بات کی ریت نہ جانی اس نے کچھ نہ جانا۔ کر غور

نثر

خاقان۔ (غضبناک ہوکر) اب باپ کی فرمانبرداری شروع ہو رہی ہے
اس قدر انکار میرے حکم کی توہین ہے
زارا۔ جہاں پناہ مجھ کو یہ باتیں پسند نہیں۔ جس سے انسان کی پسند کا شک کیا جائے
سچائی شرافت کی پہچان ہے۔ اپنے والدین سے محبت رکھنا ہر سعادتمند
اولاد کا فرض ہے
خاقان۔ او احسان فراموش یہ کیسی بیہودہ باتیں کرتی ہے۔ اس سے اچھے اور عمدہ
لفظوں میں تو ایک غیر شخص کی تعریف اور محبت کا اظہار کرتی ہے۔
زارا۔ تو معلوم ہوا کہ حضور کی طبیعت راستبازی کو نہیں بلکہ لفاظی کو پسند کرتی ہے
خاقان۔ زہرہ زہرہ۔
زارا۔ پیارے ابا قول کو فعل کے ترازو میں رکھکر تولنا چاہئے۔ سچی محبت زبان کی
دوکان اور لفظوں کے بازار میں نہیں ملتی۔ وہ تو دل کے خزانے میں

ڈھونڈنا چاہیے۔ اور طبیعت کے تہ خانہ میں ٹٹولنا چاہیے ؎

صبر حالِ تباہ مشکل ہے ضبط فریاد آہ مشکل ہے

خاقان۔ اتنی چھوٹی اور ایسی طرار؟

زارا۔ جی نہیں بلکہ یوں فرمائیے کہ جتنی چھوٹی اتنی راست گفتار ہے

خاقان۔ تو کیا سچ بولنا اسی سخن سازی کا نام ہے؟

زارا۔ تو کیا حق گوئی خوشامد بازی کا نام ہے؟

خاقان۔ اظہارِ وفاداری کو خوشامد کہنا یہ ایک قسم کی بے ایمانی ہے؟

زارا۔ اور مکاری کو وفاداری کہنا یہ بھی ایک قسم کی نادانی ہے؟

خاقان۔ وفاداری کے دعوے دار کو مکار کہنا یہ تم کو سجتا نہیں؟

زارا۔ یہ بھی دنیا جانتی ہے کہ جو گرجتا ہے وہ برستا نہیں؟

خاقان۔ دل کا حال انسان کی باتوں سے معلوم ہو جاتا ہے؟

زارا۔ عطر عطار کے کہنے سے نہیں بلکہ اپنی خوشبو سے پہچانا جاتا ہے؟

خاقان۔ چھوڑ دے یہ ضد؟

زارا۔ کبھی جھکتی نہیں؟

خاقان۔ بے ادب ہے تو؟

زارا۔ مگر جھوٹی نہیں؛

خاقان۔ مجھ کو یہ باتیں ناپسند ہیں۔

زارا۔ دنیا کو تو ہیں پسند؟

خاقان۔ مجھ کو نہیں پسند!

زارا۔ خدا کو تو ہیں پسند؟

خاقان۔ تجھ کو نقصان پہنچے گا!

زارا۔ میرا خدا حافظ ہے؟

خاقان۔ میں تجھ کو کچھ نہیں دوں گا؟

زہرہ - مجھے خدا دینے والا ہے ؟

(خاقان نہایت غصہ میں آکر تخت سے نیچے اتر آتا ہے سب درباری دبک کر کھڑے ہو جاتے ہیں)

خاقان - بہت اچھا تو میری دولت سلطنت کو لاپروائی کی ٹھوکر مار اے تیرے نزدیک
دولت سمجھ کر جس کو حق سچائی فرض اور ایمان کے نام سے پکارتی ہے جا تجھ کو
خدا غارت کرے آج سے میں تیری محبت اور تجھ کو چھوڑتا ہوں ۔

مرکٹے شوکت گھٹے ذلت پا ہو عزت گرے — عیش چھوٹے راحت مٹے آفت گرے
ہو جان زار حد سے سوا اضطراب ہو — غم بھی ہو اور دل میں سدا پیچ و تاب ہو

سعدان - اے والا جاہ بس ایسی خوفناک اور ایسی مہیب بد دعائیں جہاں پناہ
سے نہیں سنی جاتیں ۔ روئیں روئیں سے پناہ کی آواز آتی ہے - بس
ذرہ نواز بس -

خاقان - تو ایسی ناخلف اولاد والدین نیک دعا دے سکتے ہیں، تمہیں کبھی نہیں

سعدان - بندہ پرور بچہ اگر جسم کے کسی حصہ کو ناپاک کر دے تو کیا ماں باپ اوس کو کاٹ کر
پھینک دیتے ہیں، اولاد کیسی ہی پر قصور ہو پھر بھی اوس پر رحم کیا جاتا ہے ۔

خاقان - ہرگز نہیں ایسی بیہودہ اولاد پر رحم کی ضرورت نہیں ؟

فغفور زارا - جہاں پناہ آپ جسے بہت بڑا قصور سمجھتے ہیں اول تو وہ کوئی ایسی
خطا نہیں ۔ دوسرے اولاد کتنی ہی خطاوار ہو والدین اوس کے لئے ایسی
خوفناک بد دعا نہیں دیتے - اور نہ یہ محبت پدری کا دستور ہے - رحمدل
انسان برا چاہنے والے پر بھی اپنا سایہ ڈالتا ہے -

خاقان - (غصہ میں آکر) زہرہ کو اوس کے شوہر کی طرف دھکیل دیتا ہے ۔ زہرہ کا
شوہر اوس کو اپنی آغوش میں لے لیتا ہے - بہت خوب اگر آپ کو یہ کھوٹی اشرفی
پسند ہے تو اس کو لیجئے ہم اب ہی دیئے دیتے ہیں - قسم ہے اوس پروردگار تعالے
کی جس نے تمام دنیا کو پیدا کیا ہے اور جس کے تابع تمام عالم کے ذریعے اور
جانیں جاتی ہیں ۔ اور مغرب ۔ لڑکی آج سے اون خوفناک درندوں کی طرف

اور سخن ساز زبان آپ بھی عقل پر خوشامد کی پٹی باندھکر غار مصیبت کی طرف دھکیلے
اور یہ غلام وفادار وفاداری سے خاموش ہو۔ لعنت ہو اوس دل پر جو
ایسا فرض فراموش ہو۔

غالب چپ رہا ہے نہ چپ رہیگا   یہی کہہ رہا ہے یہی پھر کہے گا

خاقان۔ کیا؟

ارسلان۔ ہم کیا آپ التجا کرتے ہیں   بُرا کر رہے ہیں بُرا کر رہے ہیں

خاقان۔ مجھے قسم ہے ایک [illegible] انصاف کے خلاف ہرگز قدم نہ اوٹھاؤنگا

ارسلان۔ حضور والا خطا معاف آپ بالکل جھوٹی قسم کھاتے ہیں۔

(خاقان بحالت غیظ و غضب میں آکر تخت سے نیچے اوترنا۔ اور ارسلان پر خنجر چلانا چاہتا۔ سعدان کا ہاتھ پکڑ لینا۔ خاقان کو غضبناک دیکھکر سب پر خاموشی طاری ہوجاتی ہے۔ ارسلان خاقان کے قدموں کی طرف [illegible] جھکائے مغموم بیٹھا ہے۔ خاقان ہانپ رہا ہے۔)

سعدان بادشاہ کا ہاتھ ایک ہاتھ سے پکڑکر دوسرے ہاتھ سے منع کرتا ہے
اور بادشاہ خنجر ہاتھ میں لئے ارسلان کو مارنا چاہتا ہے۔ دوسرے ہاتھ
سے ارسلان کی کلائی پکڑی ہوئی ہے۔ ارسلان گھٹنے ٹیکے بیٹھا ہے
سب درباری حیران و پریشان شاہ کی طرف دیکھ رہے ہیں۔

خاقان۔ کیوں او نمک حرام تونے یہانتک زبان کھولی ہے؟

ارسلان۔ جہانپناہ غرور و فراموشی میں آپنے طبیب کو قتل کیا اور مرض زیادہ ہوا؟

خاقان۔ تو گستاخ ہے؟

ارسلان۔ مگر خوشامدی نہیں؟

خاقان۔ تو سخن پرور ہے؟

ارسلان۔ مگر سخن ساز نہیں؟

خاقان۔ بے حیا ہے؟

ارسلان - میں سچ کہتا ہوں ؟
خاقان - احمق ؟
ارسلان - مگر آپ سے زیادہ عقلمند ہے
خاقان - ہٹ دفعہ ہو نابکار ؟
بادشاہ کا پھر خنجر مارنے کے لئے اٹھنا اور ارسلان کا سر جھکانا سعدان کا ہاتھ پکڑنا
سین ختم

باب پہلا سین دوسرا

بازار

(بہرام پسر سعدان کا اپنی چالاکی بیان کرتے ہوئے آنا)

بہرام - او فریب - دغا - مکاری انہیں تینوں چیزوں کا نام ہے دنیا داری - صورت میں نور سیرت میں نار - منہ پر پیار - بغل میں تلوار - یہی ہیں وہ چلتے ہوئے اوزار جس سے بیوقوف لوگ ڈرتے ہیں - اور عقلمند اپنے حریفوں کی دھجیاں اڑاتے ہیں - اور پرویز صاحب تو باپ کی جائداد میں سے تین حصے پا گئے - اور بہرام صرف چوتھائی - یہ کیوں کس لئے اس لئے تو سراپا نیکی ہے - اور یہ مجسم برائی - تو نیک معاش ہے - اور میں بدمعاش مگر کیا میں اسی بیہودہ وجہ سے اپنی تقدیر کی لگام میدان کی طرف سے موڑ دونگا - کیا میں اپنا حصہ - اور آئندہ اپنی سنہری امید کی آرزو ہمیشہ کے لئے چھوڑ دونگا - نہیں نہیں ہرگز نہیں بلکہ ان حرفوں کے سینے ہوئے جادو سے تیری ساری خوش نصیبی کا طلسم توڑ دونگا - اسعدان کو آتا ہوا دیکھکر وہ بیوقوف بوڑھا آتا ہے - (داخل ہونا سعدان کا افسوس کرتے ہوئے)

سعدان - دغا - فریب - ظلم - تباہی - افسوس آشنا اتنا عقلمند بادشاہ اور ایسی دلہن زہرہ جیسی سعادتمند لڑکی اور اس سے یہ برائی - افسوس صد ہزار افسوس - اور ارسلان جیسا خیر خواہ اور اس سے یہ کج ادائی -

صرف اتنی بات پر کہ ایک نے خوشامد کی۔ اور ایک نے زبان پر سچی بات کیوں لائی

بیرم ۔ نہیں ہو سکتا کبھی ہو سکتا۔ اے حق پرست دل سے یہ کبھی نہیں ہونے
کا افسوس جس کو اپنے سگے پانی سے پیاس بجھانا۔ اسی میں زہر ملانا جس
درخت کے سایہ میں سونا اوسی کی جڑ کا کاٹنا۔ افسوس باپ فرشتہ اور اوس
سے یہ کار شیطانی کا ارادہ۔ بیٹا اور باپ کی جان لینے پر آمادہ۔ توبہ توبہ
معاذ اللہ۔ اے باری تعالیٰ یہ کیا اسرار ہے کہ بیٹا باپ کا خون بہانے پر تیار
ہے۔ میری آنکھوں میں اندھیرا آگیا۔ میرا دماغ چکرا گیا۔ لو چکرا کے

سعدان ۔ بیٹا بیرم کیا بڑبڑاتا ہے کیا چاہتا ہے؟

بیرم ۔ اے دیکھنے والے آسمان اور سننے والی زمین۔ اے پاس سے ہو کر
گذرنے والے ہوا کے جھونکو کیا تم میں سے کوئی اتنا نہیں کر سکتا
کہ میرے والد کو دو لفظوں سے خبردار کر دے۔ امداد غیبی تو ہی میرے
بوڑھے باپ پر رحم کر اور اسے آگاہ کر

سعدان ۔ (بیرم کا شانہ پکڑ کر) یہ تم کر سکتے ہو؟ بیرم یہ تم نے کرنا ہوگا؟

بیرم ۔ جناب میں میں کیا کر سکتا ہوں؟

سعدان ۔ ادائے فرض اظہار حق؟

بیرم ۔ یا اللہ تو جانتا ہے؟

سعدان ۔ اور تم بھی خوب جانتے ہو؟

بیرم ۔ حضور والا میں کیا جانتا ہوں؟

سعدان ۔ بیرم کیا تم میری اولاد نہیں ہو۔ کیا میں تیرا باپ نہیں ہوں تو ابھی
جوش میں آکر کہہ رہا تھا جس کو اتفاق سے میں سن چکا ہوں۔ اب بتا تو کیا
چاہتا ہے۔ کیا پرویز کے ساتھ مل کر تو بھی مجھے قتل کیا چاہتا ہے۔
(بیرم کا ہاتھ چھڑا کر دو زانو بیٹھ جانا۔ سعدان کا اوس کو اٹھانا)

بیرم ۔ پرویز نافہم رحم پیارے باپ اوس پر رحم۔

سعدان - صرف مجھ پر؟

بیرم - نہیں دونوں پر؟

سعدان - وہ ابلیس ہے۔ اوس کی صورت پر لعنت ہے؟

(بیرم کا دو زانو ہو جانا۔ جوڑے ہوئے ہاتھوں سے خط سعدان کے آگے پھینک دینا جس کی سعدان کو خبر تک نہیں ہے۔)

ہیں یہ خط کیسا ہے؟

بیرم - یہ پرزہ کا نہیں جناب میرا ہے؟

سعدان - بیوقوف قصور چھپانا گناہ ہوتا ہے؟

بیرم - اے لعنتی حرص تمہارے لئے میرا بھائی تباہ ہوتا ہے؟

(سعدان کا خط پڑھنا) رات کے بارہ بجے جب زندگی کی شورشیں خوفناک خاموشی سے بدل جاتی ہیں۔ اوس وقت جب تک روحیں سنسان قبروں سے نکلکر رنگیلی ہوئی آتی ہیں۔ اگر تمہارا جی چاہے تو چھری (سعدان کا لفظ چھری پر رکنا) بیرم کا کہنا چھری جناب چھری۔ میرے باپ کو جس نیند میں سویا ہو گا (سعدان کا لفظ قتل پر رکنا) (بیرم کا پڑھکر سنانا) میں تمہیں دولت دینے سے جس قدر انکار کرتا ہوں۔ اتنا ہی اقرار و پیار کرونگا۔

سعدان - تعجب سے یہ کون لکھتا ہے میرا بیٹا؟

بیرم - (سائڈ میں) میری فصاحت ذرا اور شعلہ بھڑکا؟

سعدان - غضب - تیرے ظلم یہ بھید؟

بیرم - خدا وندا پناہ؟

سعدان - بے رحمی؟

بیرم - پناہ تیری؟

سعدان - اور باپ کا خون؟

بیرم - او بیوقوف مجنون؟

سعدان ۔ ہائے زمانہ زمانہ؟

بیرم ۔ الٰہی میرے مہربان باپ اور پیارے بھائی کو ہلاکت سے بچانا۔ سنئے جناب یہ تحریر گو کہ میں نے پرویز کی میز پر پڑی ہوئی پائی ہے پھر بھی مجھے شک ہے کہ یہ کسی دشمن کی کارروائی ہے؟

سعدان ۔ تو کیا میں اس خط کو نہیں پہچان سکتا کیا میری آنکھیں پھوٹ [illegible] دیتا

بیرم ۔ (سائڈ میں ہو کر) آنکھیں پھوٹیں مگر عقل ضرور پھوٹی ہے۔ (ظاہرا) جناب عالی آج رات کو بھائی کی نیت آزمانی چاہئے اگر کوئی حملہ ہوا تو سمجھ لینا کہ یہ اسی کی شرارت ہے۔ اور اگر اس میں فرق نکلے تو یہ سمجھئے یہ کسی دشمن کی کارروائی ہے۔

سعدان ۔ بیرم افسوس صد ہزار افسوس (جانا)

بیرم ۔ جناب جیتیں، افسوس واہ میاں لڑکے بالکو خوب گھاٹ بنایا۔ [illegible]

(سعدان کا جانا۔ پرویز کا آنا۔ بیرم کا اپنی کامیابی اور بھائی کی بیوقوفی پر ہنسنا)

پرویز ۔ بھائی تسلیم۔

(بیرم کو پرویز سے بغل گیر ہونا) کہئے جان برادر کیا حال ہے؟

گانا

پرویز ۔ سار ۔۔۔ گئے [illegible] ۔۔ کی نہ پائی سار۔ لاکھ کیوں بچار۔ سامنے جن کی حکمت بیچ لاکھ کوڑی آس۔ انہیں کے جیت نت رو رو داس

پرویز ۔ بھائی تم کو معلوم ہے کہ والد ماجد کو مجھ سے کیوں نفرت ہوئی ہے؟

بیرم ۔ تم سے کیا وہ ناراض ہو گئے۔ تم تو ان کو عزت کی طرح پیارے ہو؟

پرویز ۔ ہاں بھائی مجھ سے؟

بیرم ۔ والد کی ناراضگی آپ کو کیسے معلوم ہوئی؟

پرویز ۔ ابھی ابھی اسی راستہ میں میں نے جھک کر سلام کیا۔ وہ منہ پھیر کر کسی دوسرے شخص سے بات کرنے لگے۔ زمانے کا زمانہ ہی بدذات ہے؟

بیرم ۔ واقعی یہ تو ناراضگی کے آثار ہیں۔ مگر کسی دشمن نے یہ اولٹا سیدھا پڑھایا ہو جس

سے والد کے دل میں بل آیا ہو۔

پرویز۔ میاں دشمن کی کارروائی تو میں جب جانوں میں نے کسی کو تکلیف دی ہو
جب میں نے کسی کو ستایا ہی نہیں۔ پھر کس نے سازش کی ہے؟

بیرم۔ بھئی تعجب۔ نادان ہو آجکل خواہ مخواہ لوگ دوسروں کے دشمن بنجاتے
ہیں۔ اور بچھو کو کیا کسی سے بیر ہے جو لوگوں کو ڈنک مارتے ہیں۔ سو بھائی
صاحب دنیا کا تو یہی کام ہے۔

پرویز۔ بھائی میں نے اس لئے آپ کو تکلیف دی ہے کہ آپ کوئی تدبیر بتاؤ
جس سے والد کی ناراضی دور ہو جائے۔

بیرم۔ نہ گھبراؤ۔ تمہارے خوشی کے دن جو غم کی تاریکی سے بدل گئے ہیں میں
انہیں صرف دو باتوں سے منور بنا دونگا۔ اچھا تو پرویز اب تم جیسے جاؤ۔ خدا
تمہارا کام پورا کرے (اسائڈ میں ہوکر) خدا تیرا ستیاناس کرے۔

(پرویز کا چلے جانا۔ اور بیرم کا قہقہہ لگانا)

واہ بیرم خوب اُلو بنایا اور اُلو کا پٹھا بھائی پایا۔ آجتک جتنے پاسے پھینکے ہیں
پو بارہ آ رہے ہیں۔ اب ایک بات کا داؤ باقی ہے۔ اگر راجہ نل کی رُت نے
کچھ مدد کی تو پھر یہ بازی بھی ہاتھ میں آئی۔ مات دینی ہے حریفوں کو توڑ
کر دونگا۔ ایک ہی ہاتھ میں بازی چیٹ کر دونگا۔ بلکہ صفا چٹ کر دونگا۔

گانا

عاقل ہوں دانا ہوں دنیا کا سیانا ہوں میری یگانہ ہے۔
آگ لگانے میں دنگا کرانے میں سارے زمانے میں ہوں باکمال
جب پھینکا تب آیا پانسہ دیکھو چکمہ چلا پانسہ۔ روز اک اُلو پھانسہ۔
سو کو آتا تو رستے چلا تو لکھی تھا تو ان سے لیتا اور تا ہوں مال۔ عاقل۔

(گاتے گاتے چلے جانا)

سین ختم

باب پہلا — سین تیسرا

محل ماہ پارہ

خاقان۔ وہ نہیں آتا، وہ کیوں نہیں آتا؟

ارسلان۔ حضور! اوس کی مرضی؟

خاقان۔ وجہ؟

ارسلان۔ نمک حرامی، شرارت، خود غرضی؟

خاقان۔ افسوس سلطنت سے علیحدہ ہوتے ہی یہ نتیجہ ہوا؟

ارسلان۔ جہاں پناہ نے پہلے کیوں نہ سوچا؟

خاقان۔ افسوس ادنےٰ ادنےٰ نوکر میرے سرداروں کی بے عزتی کریں، مجھ سا ضعیف شخص ایک ادنےٰ نوکر کو بلائے نہیں نہیں اپنے غلام کو طلب فرمائے وہ حاضر ہونے سے انکار کرے۔ میری طلب اور جواب صاف۔ میرا حکم اور اوس سے انحراف۔

ارسلان۔ شاید حضور کو یہ معلوم نہیں کہ

آب دریا میں سرور جام مل ہوتا نہیں
خار کا گل نام رکھنے سے گل ہوتا نہیں
آہنی فولاد کی تلوار ہو، کاٹھ سر کی
[illegible] ہی تو ہے جھگڑا [illegible] کی

خاقان۔ بس کر ارسلان بس کر، میں اس وقت غم و غصہ سے پاگل ہو رہا ہوں، اگر ماہ پارہ درندہ بن گئی ہے تو میں آج ہی اوس کی صورت پر لعنت بھیج کر اپنی دوسری لڑکی یعنی دل آرا کے پاس چلا جاتا ہوں۔

ارسلان۔ یہ ہو سکتا ہے۔

خاقان۔ تو میرا منہ کیوں تکتا ہے کیا تیرا یہ خیال ہے کہ ماہ پارہ کی طرح دل آرا بھی مجھے
صدمہ پہونچائیگی۔
[illegible] جب بڑی سے فیض نہ پایا تو چھوٹی سے اُمید رکھنا [illegible]
پھر یہ صرف قد کا فرق ہے، ورنہ گلا کاٹنے میں دونوں ہی دھار رکھتی ہیں۔
ماہ پارہ۔ (آ کر) آداب عرض ہے سرپرآرا؟
خاقان۔ کون؟ ماہ پارہ تو؟
ماہ پارہ۔ جی سرپرآرا!
خاقان۔ [illegible] آئی جو اپنے ناخواندہ مہمان پر یہ عنایت فرمائی؟
ماہ پارہ۔ ان طعن آمیز باتوں کے جواب دینے کے لئے نہ تو میرے پاس لفظ ہیں۔ اور
نہ فرصت اصل بات یہ ہے کہ مجھے چند ایک وجوہ سے اس مکان کی ضرورت ہے
اگر آپ شاہی محلوں میں سے کسی اور جگہ تشریف لیجائے تو آپکی بڑی مہربانی ہوگی
خاقان۔ تو کیا میں یہ مکان چھوڑ کر چلا جاؤں؟
ماہ پارہ۔ بس اور میں کیا کہوں؟
خاقان۔ تو صاف کیوں نہیں کہتی کہ میں قبر میں چلا جاؤں؟
ماہ پارہ۔ میرا منشا ہرگز یہ نہیں دراصل آپکے مشیروں اور نوکروں نے برداشت
سے زیادہ سر اٹھا رکھا ہے۔ کہیں مار، کہیں پیٹ، کہیں شور، کہیں غل
غرضکہ ایک طوفان مچا رکھا ہے۔ محل کیا اچھا خاصہ بھٹیارخانہ بنا ہوا ہے۔
جس کا جی چاہے آئے۔ اندر چلے اور [illegible]؟
خاقان۔ عجیب بات ہے؟
ماہ پارہ۔ نہ رعب نہ آداب نہ تسلیم ایک سے ایک شہدہ ایک سے ایک زیادہ بدمعاش
بس جناب اب صبر نہیں ہوسکتا۔ انسان کو اتنا نہ ستائے کہ وہ آخر کو دق [illegible]۔
خاقان۔ جھوٹ، طوفان یہ سب بہتان ہے۔ میرے تمام ملازم شریف نیک ادب
کے شیدا تہذیب کے عاشق [illegible] کی جان ہیں۔

ماہ پارہ - بس تو معلوم ہوا کہ آپ ہی کی شان پر تیل ڈالکر اور بھڑکاتی ہے۔ ماندھیر خدا
کا یہ سب سچے اور میں جھوٹی۔ جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ آپ فرماتے ہیں۔ ان
غریب گداگروں کے لئے آپ ایک معزز شہزادی کی توہین فرماتے ہیں۔

خاقان - کیا کہا غریب کیا کسی کی [illegible] جگر چاک کرڈالوں کیوں کس لئے کیا
اس لئے کہ ان کے پاس پہننے کو بے ندی کے چیتھڑے نہیں ہیں۔ کیا ان غریبوں کے پاس
ہاتھ پاؤں، آنکھ ہوش حواس نہیں ہے۔ کیا آفتاب امیروں کے [illegible] ان کے
جھونپڑوں پر اپنی روشنی نہیں ڈالتا۔ کیا اس زمین پر خدا نے ان کو چلنے کا حکم نہیں
دیا۔ کیا یہ آسمان امیروں کو اپنی چھت کے نیچے بٹھاتا ہے۔ اور غریبوں کو دیکھ دیکھ
نکال دیتا ہے۔ اری او غریبوں پر ہنسنے والی مغرور ہستی کیوں چند روزہ زندگی پر
یہ غفلت برتتی ہے۔ جا دیکھ ایک امیر اور ایک غریب کی قبر کھود کر دیکھ پھر معلوم
ہو جائیگا کہ مرنے کے بعد ان دونوں کی کیا حالت ہوتی ہے۔

ماہ پارہ - مجھ کو اس سے بحث نہیں کہ غریبوں کا رتبہ امیروں سے [illegible]
جانا چاہئے۔ لیکن اس دنیا میں میرا یہی خیال ہے کہ غریب سر چڑھانے کے لئے نہیں بنائے گئے

خاقان - اور کس لئے بنائے گئے ہیں؟

ماہ پارہ - میرے خیال میں تو اس لئے بنائے گئے ہیں کہ امیر لوگ ان کے چمڑے کی جوتیاں بنائیں

خاقان - کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ یہ میرا ہی خون ہے؟

ماہ پارہ - یہ سب جھوٹ ہے اگر کل تک یہ تمام مجلس کے لئے اس [illegible] سے نکالے
جائینگے تو یاد رکھنا کہ عزت و ادب زبردستی سے بدل جائینگے۔

خاقان - زبردستی محض فضول بکواس ہے۔ لاؤ لاؤ ہمارے گھوڑے لاؤ اور کل ماہ پارہ کی [illegible]
کو بلاؤ۔ جا اسے شادی میں سے مجھ کو عاق کیا۔ تو میرا خون نہیں بلکہ تو وہ [illegible] ہے
جو سب سے پہلا اپنے پالنے والے کو کاٹتا ہے۔ کیا اپنے نمک حلالوں کو زہر
پلادوں، غریبوں کو سزا دوں کیوں کس لئے تو کیا اس زر و جواہرات پر جو
بھوک کے وقت پیٹ تک نہیں بھر سکتے۔ کیا ان ذروں کے مقابلہ [illegible] پر

مرتی ہے جو مرنیکے بعد تیرے کفن کے کام بھی نہیں آسکتے۔

ارسلان۔ (آگے) حضور والا؟

خاقان۔ ہائے زہرہ زہرہ۔ ارسلان محض ذرا سے قصور پر صرف اتنے ہی قصور پر کہ وہ سچی بات کیوں زبان پہ لائی۔ مجھ کمبخت نے راستباز زہرہ کا حق چھین کر اس ظالمہ جھوٹ کی دیوی پہ قربان کر ڈالا۔ اے خداوندا تیرا یہی منشا ہے کہ یہ پھلے پھولے تو اپنے بندے پہ رحم کر اس مغرور عورت کو قارون کی طرح زمین میں گاڑ دے اسکی نسل کو برباد کر دے۔ اگر اولاد بھی ہو تو اون درندوں کی طرح جو اپنے پنجے لنے بچوں کو کھا جاتے ہیں۔ اسی طرح اس کو جلا۔ یہ بھی اپنی آنکھوں سے خون کا دریا بہائے تاکہ اس کا دل جو پتھر سے بھی زیادہ سخت ہے یہ معلوم کرے کہ بد اولاد سانپ سے بھی زیادہ بد ہوتی ہے۔

ماہ پارہ۔ استغفر اللہ۔ اگر میاں ان بد دعاؤں سے ڈرتی تو شاہوں کی سرداری چھوڑ کر ان گداگروں کی جوتیاں سیدھی کرتی۔

خاقان۔ او مغرور ہستی تو خدا کی بستی میں بستی ہے۔ او اوس کی قدرت اور قہر سے ہستی ہے ڈر اوس ہاتھ سے جس نے ضحاک اور شداد کا بھیجا اپنی چٹکیوں میں مسل ڈالا ہے ڈر اوس بے آواز لاٹھی سے جس نے نمرود کا سر کچل ڈالا۔ او لعنت ہے تجھ پر میں شیروں سے پناہ چاہونگا میں درندوں کے آگے گڑگڑاؤنگا او درندوں سے زیادہ سخت دل رکھنے والی کافرہ عورت تجھ سے اس خاکی جہنم میں کبھی نہ آؤنگا۔ (جاتا ہے)

سین ختم

باب پہلا سین چوتھا

مکان

(گلفام کا اندر سے گاتے ہوئے آنا)

بغلول۔ خوب کمرہ میں تو تو میری لال داڑھی کو بھی داغ لگا! اچھا تماشہ ہے؟
جلیل۔ جناب ذرا جلدی کیجئے۔ ورنہ کوئی آجائیگا؟
لیلے۔ ہاں جناب ہم پر رحم کیجئے؟
بغلول۔ دیکھو لونڈیا الو بیوقوف ہے؟
لیلے۔ ہم دونوں کی زندگی آپ ہی کے رحم پر موقوف ہے۔ (اندر سے طرم کا آواز دینا) جمیل
جلیل۔ وہ دیکھئے والد صاحب آواز دے رہے ہیں جاؤ لیلے تم اندر جاؤ۔
بغلول۔ ذرا ٹھیر جاؤ۔ یا اللہ؟

(سب کا ملکر گانا)

گانا

کیا پھندا ہے کیا دھندا ہے کیا آفت میں یہ بندہ ہے کیا گڑبڑ ہے
کیا ہو رہا ہے کیا گڑبڑ جھگڑا گندا ہے۔
یارب یہ کیا گھوٹالہ آئی کہاں سے خالہ۔ کمبخت کا منہ کالا شیطنی نکا حوالا

(لیلے کا اندر سے کہنا) تو کیا میں دروازہ اندر سے بند کر لوں۔
بغلول۔ خدا کے لئے آہستہ بول اگر وہ بدذات کی بچی گلدم سن پائیگی تو غضب در قیامت
لائیگی۔ لو میں جاتا ہوں۔ جب میں تین دفعہ آکر دستک دوں تب دروازہ کھولیو
بیگم بیگم سمجھ گئی نا؟ (گلدم کو آتا ہوا دیکھکر) یا اللہ یہ ناسترا کہاں سے آئی؟
گلدم۔ بندگی جناب اب منہ چھپا بیٹھے۔ ذرا مجھ سے آنکھ تو ملایئے۔ یہ کہاں کی بیگم
آئیں ہیں۔ ذرا ہمیں بھی دکھاؤ۔
بغلول۔ کیسی بیگم کہاں کی بیگم کہیں پاگل تو نہیں ہو گئی؟
گلدم۔ بھلا کمبخت نے اڑا لی ہے۔ تو میں نے بھی بھون بھون کر کھائی
ہے۔ مجھے بھی دھوکہ دیا چاہتے ہو۔ دائی سے پیٹ چھپاتے ہو۔

(بغلول سائڈ میں)

یا اللہ اب کیا کروں۔ کیا سچ سچ کہدوں گلدم دیکھو۔

گلدم۔ دیکھوں کیا فرشتوں کا جامہ۔ اور شیطانی اعمال نامہ، دوسروں کو دھمکاؤ۔ اور خود جیو اوں کو بلا کر مزے اوڑاتا ہے؟

بغلول۔ اچھا اچھا سوئر تو نہ مچاؤ۔

گلدم۔ میں تو سارے محلے میں غل مچاؤنگی۔ تم نے مجھے نوکری سے چھڑایا ہے۔ میں بھی بدلہ لیکر جاؤنگی۔

(گلدم کو طرم کا بلانا)

گلدم۔ حضور؟

بغلول۔ سنو میری سنو؟

گلدم۔ میں کچھ نہیں سنتی ہے؟

بغلول۔ دیکھو میری طرف دیکھو؟

گلدم۔ مجھے نوکری سے الگ کیا ہے۔ اچھا کیا ڈر ہے؟

بغلول۔ میں تمہارے پاؤں پڑتا ہوں آؤ میں تمہیں دوسری جگہ نوکرا دوں۔

گلدم۔ لعنت ہے نوکری پر۔ میں تو تم سے اپنا بدلا لیکر جاؤنگی؟ حضور سرکار۔ ارے کوئی آواز دو؟

طرم۔ کیوں کیا ہے۔ کیا شور مچایا ہے او ہو جناب آپ کھانا تناول فرمائیں گے۔ کھانا تو بالکل سرد ہوگیا۔ اور مچھلی بھی ٹھنڈی ہو گئی۔

گلدم۔ جناب انہیں آپ کی مچھلی کی کچھ پروا نہیں۔ یہ تو اپنے کمرے میں یا یا پیٹ بھر کھایا کرتے ہیں۔

(بغلول گلدم میری اچھی گلدم)

طرم۔ یہ تو کیا بک رہی ہے کچھ پاگل تو نہیں ہو گئی ہے؟

گلدم۔ حضور میں یہ کہہ رہی ہوں کہ جناب نے آپکے گھر کو اندر کا اکھاڑا اپنا نیچے لئے ایک پری بلائی ہے؟

طرم۔ گلدم تیری کچھ شامت تو نہیں آئی ہے؟

گلبدم۔ جناب اس کمرہ میں دیکھئے؟

ظرم۔ کیوں جناب کیا یہ سچ ہے؟

بغلول۔ سچ تو کبھی اس کے باپ نے بھی نہ بولا ہوگا۔ یہ کیا سچ بولیگی؟

گلبدم۔ جناب دروازہ کھلوائیے پھر سچ جھوٹ آپ کو معلوم ہوجائیگا؟

بغلول۔ نکل یہاں سے کمبخت جناب کیا آپ کو شک ہے؟

ظرم۔ اجی توبہ کرو؟

بغلول۔ (داڑھی پکڑ کر کودنا) تو ہے تو کیا غم ہے؟

گلبدم۔ حضور اس سے دریافت کیجئے کہ ابھی کس سے باتیں کر رہا تھا؟

بغلول۔ گلخیرو سے اور کس سے لاحول ولاقوۃ کیا منہ سے نکل گیا۔

گلبدم۔ گلخیرو او گلخیرو

گلخیرو۔ (آکر) کیا مجھ کو بلاتی ہے؟

ظرم۔ میں یہ تو اس طرف سے؟

بغلول۔ لیٹا، ڈوب گئی، مٹ گئے، جہنم رسید ہوئے؟

ظرم۔ اب بولئے جناب؟

بغلول۔ شاید کسی دوسری طرف سے آیا ہو؟

گلبدم۔ دوسرا تو کوئی راستہ نہیں؟

بغلول۔ نکل یہاں سے خانہ خراب؟

ظرم۔ بس چپ اب تو یہاں میں خود تحقیق کرتا ہوں۔ خیر ولات مار کر دروازہ کھول۔ (دروازہ کھلنا اور جلیل کا اندر سے نکلنا)

گلبدم۔ (سائڈ میں) کیا ہوا چھوٹی سرکار کو بیگم کہکر پکار رہا تھا۔

جلیل۔ معاف کیجئے ابا جان۔ آپ کے حکم سے ایک قلمی کتاب کی جس کو آپ سب سے چھپانا چاہتے تھے نقل کر رہا تھا؟

ظرم۔ بس یہی بات کیوں رہی تو تو کچھ اور کہتی تھی۔ بدذات چپ کتیا قحبہ مردار

چلی جا ورنہ ابھی مارے چھپو ٹکے پیٹھ کی کھال ادھیڑ دونگا۔

گلدم۔ اچھا سُنئے سرکار؟

طرم۔ جا چلی جا ورنہ جان سے مار ڈالونگی؟

بغلول۔ چلی جا یہاں سے دُور ہو؟

گلدم۔ اچھا موئے کہاں جاتا ہے۔ سو سنار کی ایک لوہار کی؟

(گلدم کا جانا بغلول کا طرم سے کہنا)

بغلول۔ دیکھئے پھر بڑبڑاتی جا رہی ہے؟

طرم۔ اجی گولی مارو کمبخت کو؟

بغلول۔ ہے یوڈیم فول بجری کے مانک؟

طرم۔ معاف کیجئے آپ کی بڑی توہین ہوئی؟

بغلول۔ اچھا معاف کرتا ہوں؟

طرم۔ چلئے کچھ کھانا تناول فرمایئے؟

بغلول۔ آپ لغزش فرما دیں، مجھے تو ابھی اشتہا نہیں؟

طرم۔ اچھا تو میں آپ کو خیرو کے ہاتھ جا رہی بھجواتا ہوں۔ (جانا)

بغلول۔ یا اللہ یہ کیا تھا، کیا یہ خواب تھا۔ آخر اب ہوگا کیا؟

جلیل۔ جو اللہ کو منظور ہوگا؟

بغلول۔ ابے شیطان یہ سب تیری ہی وجہ سے ہوا؟

جلیل۔ ہاں جناب آپ بالکل سچ فرماتے ہیں؟

بغلول۔ اب مسکینیت بلی تو نحوست الے زمین کی طرف کیا دیکھتا ہے سر اٹھا کر دیکھ حماقت کی گٹھڑی جو میرے کمرے میں رکھی ہے اسے کس [illegible]؟

جلیل۔ تمہیں اور مجھ کو؟

بغلول۔ ٹھٹھے میں پہاڑیں؟

جلیل۔ بتا دو بھی؟

بغلول۔ ڈھونڈو وہ باغ والا [illegible]؟
جلیل۔ واہ خوب یاد دلایا؟
بغلول۔ تم چلو میں تمہاری حماقت کو لیکر آتا ہوں؟
جلیل۔ مگر جناب؟
بغلول۔ جاتا نہیں خانہ خراب (بغلول کا لیلے کو کہنا) اے لیلم بیگم؟
لیلے۔ اندر سے کہیئے خیریت ہے جناب عالی؟
بغلول۔ اری ذرا آہستہ وقت بہت نازک ہے۔ قدم اوٹھاؤ اور چپکے چپکے آؤ
لیلے۔ کیا کسی اور جگہ چھپایئے گا؟
بغلول۔ جی ہاں بھینس کی طرح نہ چلاؤ چپکے سے چلی آؤ؟
لیلے۔ مگر جناب کتب خانے میں میرا نظیر ہے؟
بغلول۔ (حیران ہوکر) نظیر کون؟
لیلے۔ میرا شیر خوار بچہ؟
بغلول۔ یا اللہ یہ کیا اسرار ہے۔ پہلے عشق پھر نکاح اب بچہ۔ تو لے بابا بی ڈمی۔ والی زید تک تمام ڈگریاں پاس ہیں۔ یا شیخ بغلول اب تو معمہ کا اور بھی ستیاناس ہے؟
لیلے۔ پھر جناب کیا حکم ہوتا ہے۔ اگر کہیں تو لے آؤں؟
بغلول۔ اری تو کہاں جاتی ہے۔ میری اماں ارے تو یہ بیوی؟
لیلے۔ تو پھر؟
بغلول۔ اچھا بابا تم اندر جاؤ میں جاتا ہوں کی گھڑی بھی میں ہی سر پکڑ لیتا ہوں؟
گلفام۔ وہ تو وہی بہت تیزی آخر دیکھا ہی پایا۔ اب پکڑا چھری تلے آیا۔ نیز داو گلنجرو ارے موٹے گلنجرو؟
گلنجرو۔ کیوں بھئی کوئی نئی مصیبت آئی ہے؟
گلفام۔ ارے او بے موٹے گھوسٹے۔ ایک اور بلا آئی ہے جاؤ

گلنچرو۔ خدا جانے کہاں مر گیا تھا؟
بغلول۔ لو بیگم آؤ اپنے بچے کو سنبھالو؟
ظرام۔ کیوں میاں معلم الملکوت یہ جادہ عمامہ یہ ڈاڑھی اور یہ کرتوت؟
گلنچرو۔ بہت برے کی؟
گلدرم۔ دہت؟
ظرام۔ یہ بغل میں کونسی کتاب چھپائی ہے۔ ذرا مجھے تو دکھاؤ کچھ بولو؟
بغلول۔ جی جناب یہ کچھ نہیں یہ ایک ناٹک کی کتاب ہے؟
ظرام۔ ذرا میں دیکھوں (بچہ کو دیکھ کر کہتا ہے) یا اللہ یہ تین فٹ کا بچہ
اکیوں جناب یہ کونسے ناٹک کی کتاب ہے؟
بغلول۔ سسی پنوں۔ ہیر رانجھا۔ تاثیر خواب۔ انتخاب ممبری!
جلیل۔ میں کہتا ہوں۔ ابا جان میں کہتا ہوں؟
بغلول۔ چپ رہو تم سے کون پوچھتا ہے؟
جلیل۔ اتنی سے تو پوچھنا چاہیئے جناب؟
ظرام۔ اس سے کیوں؟
جلیل۔ سنیئے میں عرض کرتا ہوں؟
ظرام۔ تو کیوں بک رہا ہے؟
جلیل۔ جناب مجھ کو بولنے دیجیئے۔ آپ اس کو کیا سمجھتے ہیں یہ آپکی بہو ہے!
ظرام۔ یعنی تم نے اس سے نکاح کیا کب کیا۔ اور کس کے حکم سے کیا؟
بغلول۔ جی اس جھگڑے کو گولی مارو۔ اور ذرا اپنے پوتے کو تو کھلاؤ۔ بویا
زچوتا اللہ میاں نے دیا ہے پوتا!
ظرام۔ (حیران ہو کر) عجب معاملہ ہے؟
بغلول۔ لو بیٹا آؤ اور ایک مرتبہ اپنے باوا کے سامنے ہاتھ ملاؤ۔ ارے
تم کیا منہ تک رہو۔ آؤ اور سب مل کر جماد گاؤ۔

گانا

... کا جوڑا گل بلبل نے رشتہ جوڑا ۔
... اور نور کا توڑا دل سب کا خوش ہوتا ۔ ہاتھ آیا اچھا طوطا
بویا کبھی نہ جوتا اللہ نے بخشا پوتا ۔

سین ختم

باب پہلا سین پانچواں

محل دل آرا

(ارسلان ۔ ہم اور ہمارے جینے کی حقیقت یعنی جسم و روح کی کیفیت ظاہر میں ایک بھید ہے ۔ اگر حقیقت کی آنکھ سے دیکھا جائے تو انسان فانی ہے ۔ کہ جسم ایک سانس کی پتلی ... ایک پنجرہ ہے اور روح ایک چڑیا ہے ۔ جو اس میں قید ہے ۔ جس کے ہر نغمہ کی صدا اندرونی پردہ میں یہ کہتی ہے کہ اے حرص و ہوس کی بستی میں رہنے والی مغرور ہستی تیری چند روزہ زندگی ... اور غفلت پرستی ہے ہر کمال کو زوال ہے ۔ ہر بلندی کا نتیجہ پستی ہے ۔ نخوت ذلت کے گڑھے میں اوتاریگی ۔ قضا قبر کے ڈھیر پر کھڑا ہو کر پکاریگی ۔ بدن میں قوت نہ بازو میں بل نہ سر میں شور بد بختی فکر میں کیسے گفتنی کی تاک میں چور کھڑا ہے ۔ کس لئے خاموش اے نواز ... کہاں ہے تیرا دورِ مال اور نخوت زور پر ... جواب دے کہ فنا پوچھنے کو آئی ہے

گانا

تعجب مت کرو سنے کیوں سر مغرور ہوتا ہے

غرور زور و زر پاس بھٹکنے سے یونہی دور ہوتا ہے
جوانی میں عدم کیلئے سامان کر غافل
مسافر شب سے اٹھتے ہیں جو جانا دور ہوتا ہے
ہماری زندگانی حشر مٹی کا کھلونا ہے
اجل کی ایک ٹھوکر سے جو چکنا چور ہوتا ہے

خاقان۔ ہمارے آنے کی خبر پائی نہ کسی نوکر کو بھیجا اور نہ خود آئی۔
اصلاں۔ بیشک یہ برتاؤ بالکل خلافِ تہذیب ہے۔
خاقان۔ اچھا تم خود جاؤ۔ اور ہماری بیٹی کو بلاؤ۔
اصلاں۔ حضور والا؟
خاقان۔ کیا؟ ابھی نہیں آئی۔ کیا وہ [illegible] ہے۔ جاؤ جاکر کہو کہ بوڑھا باپ اپنی بیٹی سے ملنا چاہتا ہے شہنشاہ خاقان اپنی پیاری لڑکی کے پاس تشریف لاتے ہیں۔

(دل آرا کا داخل ہونا)

دل آرا۔ میں بہت خوش ہوں کہ حضور نے مجھ پر کرم فرمایا؟
خاقان۔ تم ضرور خوش ہوگی۔ اگر میرے آنے پر رنج ہوتا تو میں بھی سمجھتا کہ تمہاری والدہ کی قبر میں میری بیوی نہیں بلکہ وہ حرامکار عورت دفن ہے جس نے سانپ کے بچوں کو اپنی اولاد کرکے پالا ہے؟
دل آرا۔ جناب والدہ مرحومہ کی شان میں ایسے لفظ نہ استعمال کیجئے۔ آپ باجی جان کے پاس سے کیوں چلے آئے یہ تو فرمایئے؟
خاقان۔ کیوں آیا ہوں؟ نصیب کا ستایا ہوں۔ قسمت کا جلایا ہوں۔ کبھی لوگ میرے پاس فریاد لاتے تھے۔ اور آج میں تیرے آگے فریاد لایا ہوں ؎

وہ باغ جسکے چمن کی ہے تو گل لالہ
وہ بوستاں کہ چمن جس نے [illegible] کر ڈالا

وہ شاہ جس نے تجھکو گودیوں میں تھا پالا
یونہی بھینک کے ظالم۔ زبانِ اقتدائی ہے
کہ ارشٖم کے گھر تیرے سے فریاد کرنے آئی ہے

دل آرا۔ کیا آپ کا اشارہ میری بہن کی طرف ہے؟

خاقان۔ اوسی ظلم و بیخ و محن کی طرف ہے ؎

جو بیداستم کیش اہل کیں نکلی
پلی تھی گود میں پر مار آستیں نکلی

دل آرا۔ جناب آپ جیسا اس کو تصور کرتے ہیں۔ ایسی تو میری بہن بہتر ہے کہ عقل کو کام میں لائیے۔ آپ کے لئے یہی بہتر ہے کہ یہاں سے واپس چلے جائیں

خاقان۔ تو کیا میں پھر اوس کے پاس جاؤں اور گڑگڑاؤں۔ اور کہوں کہ خدا کے لئے اس بوڑھے باپ پر رحم کرو۔ اور سونے بیٹھنے کی جگہ اور صرف ایک روٹی کے ٹکڑے کا خواستگار رہوں۔

دل آرا۔ قبلہ آپ کچھ عجیب باتیں کرتے ہیں۔ جو ہماری سمجھ میں نہیں آتیں عقل سے کام لیجئے۔ اور یہی بہتر ہے کہ باجی جان کے پاس واپس چلے جائیے۔

خاقان۔ ہرگز نہیں جو سراپا جور و ظلم مجسم گناہ ہے تو اوس کے پاس جانے کو کہتی ہے۔ جو محسن کش و دغاباز سانپ کی طرح ڈسنے والی۔ درندوں کی طرح نوچ کر کھانے والی ہے ؎

غضب آئے ستم ٹوٹے فلک سے آفتیں برسیں

دل آرا۔ خدا بچائے میں دیکھتی ہوں کہ آپ کبھی خفا ہو جائیں گے تو مجھ پر بھی یونہی لعنت کے تیر برسائینگے۔

خاقان۔ نہیں دل آرا نہیں۔ میں اپنی زبان کاٹ ڈالونگا۔ اپنے منہ میں سوئی ٹونگا مگر تجھ جیسی نیک لڑکی کے حق میں کبھی ایسی بد دعا نہ دونگا۔ تو حق شناس اور نیک ہے۔ اوس کی آنکھیں خونناک اور تیری آنکھیں تسلی دینے والی ہیں۔

ماہ پارہ۔ یہ میرا قصور نہیں صرف آپکا جوش غصہ ہے؟

خاقان۔ بیٹی اب تو مجھے پاگل نہ بنا۔ جا مجھ کو اپنی کمبخت زندگی کسی طرح سے گذارنے دے۔ پیاری بیٹی کیا تو اپنے بوڑھے باپ اور اوس کے سو نوکروں کا خرچ گوارا کر سکیگی؟ (ماہ پارہ کا دل آرا کو انگلی سے منع کرنا)

دل آرا۔ جناب اول تو آپ کو بہن کے ہاں جانے سے انکار ہے دوسرے جب میرے پاس ہزاروں نوکر موجود ہیں تو آپ کو سو آدمی رکھنے کی کیا ضرورت ہے

خاقان۔ اچھا تو میں پچاس ہی پر قناعت کرونگا؟

دل آرا۔ یہ بھی زیادہ ہیں؟ (دل آرا پھر ماہ پارہ کی طرف دیکھتی ہے۔ ماہ پارہ آنکھ کے اشارہ سے منع کرتی ہے)

خاقان۔ اچھا چالیس۔ تیس۔ بیس۔ دس؟

ماہ پارہ۔ اجی ایک آدمی کافی ہے اور بس؟

دل آرا۔ بس؟

ماہ پارہ۔ اگر سچ پوچھو تو ایک بھی کیا ضرورت ہے؟

خاقان۔ اے خدا اگر تیری یہی مرضی ہے کہ میں ان لڑکیوں کے سامنے ذلیل ہوں تو مجھ کو صبر کا یارا دے۔ او ناخلف عورتو کیا تم یہ سمجھتی ہو کہ ظالم مظلوم کو ستا کر پھل پاتا ہے۔ نہیں نہیں دھوکا نہ کھاؤ۔ خدا ٹھٹھوں میں اُڑایا نہیں جاتا ہے اوس کی لاٹھی بے آواز ہے۔ اوس کی چکی چلنے میں سست اور پیسنے میں بہت جلد باز ہے۔ میں اوس کے پاس اپنی فریاد لیکر جاؤنگا۔ میں اپنی چیخوں سے اوس کے قہر کو جگاؤنگا۔ وہ بیٹھیگا میں بلاؤنگا۔ وہ سنیگا میں سناؤنگا۔ بلکہ اپنے دل کے ٹکڑوں کو دکھاؤنگا۔ (خاقان اپنا سینہ چیرنا چاہتا ہے سعدان اور ارسلان دونوں روکتے ہیں۔ بادشاہ بیہوش ہو جاتا ہے۔ ڈراپ سین آہستہ آہستہ گرتا ہے)

ڈراپ سین

باب دوسرا سین پہلا

سین پردہ والا

(پرویز کا بحالت پریشانی آنا)

گانا

پرویز۔ کاہے من تو سنکٹ سے گھبرایا۔ یہ مالی آبھی مالی راجہ اور رانی سب ہی نے دیکھ پایا۔ کیوں غافل بھولا۔ یہاں جو گل پھولا کبھو نہ وہ مرجھایا۔ کاہے۔

پرویز۔ اس وقت مجھ کو کوئی نہیں جان سکتا کہ میں کون ہوں اس درویشانہ لباس میں ایک نواب کا لختِ جگر کون کہہ سکتا ہے کہ اس پھٹی ہوئی گودڑی میں لعل ہے۔ چل پرویز چل اور خاقان کی مدد کر۔ اور وہ غلط الزام جس کے ڈر سے تو چھپا پھرتا ہے۔ اپنی شرافت اور لیاقت سے اسے دور کر۔

گانا

دنیا ایک مسافر خانہ ہے پیارے نہ من اٹکانا۔ سانجھ سمجھ کر آ ٹھیرے ہیں بھور کو ہے جانا۔ چُن چُن لکڑی محل بنایا لوگ کہیں گھر میرا نہ گھر تیرا نہ گھر میرا جڑیا رین بسیرا۔ مت للچانا۔ دل نہ لگانا ہر کا گن گانا۔ دنیا

(پرویز کا سعدان اور بیرم کا آنا)

سعدان۔ کیوں بیرم؟

بیرم۔ جناب آپ نے مجھکو کس کے پاس بھجوایا تھا؟

سعدان۔ ماہ پارہ دل آرا کے پاس؟

بیرم۔ نہیں بلکہ وحشی درندوں کے پاس؟

سعدان۔ کیوں متا صاحب کچھ کار گر نہیں ہوا؟

بیرم۔ حضور پتھر ہوتا تو پانی ہو کر بہ جاتا۔ اگر لوہا ہوتا تو پگھل جاتا۔ مگر خدا جانے ان کمبختوں کا دل کس چیز کا ہوا ہے۔ جو کچھ اثر نہ ہوا۔

سعدان۔ جاؤ جاؤ پھر جاؤ انہیں لا کر اس غریب کی مصیبت دکھاؤ۔ خدا کی قسم اگر انہوں نے مدد نہ کی تو بوڑھا شخص سردی اور طوفان سے ہلاک ہو جائیگا تو ضرور انہیں دیکھکر رحم آئیگا۔

(دونوں کا جانا۔ خاقان کا مع ارسلان اور پرویز کے آنا)

خاقان۔ چھوڑ دے چھوڑ دے تو بھی مجھے چھوڑ دے جیسا سب نے چھوڑ دیا؟

ارسلان۔ خداوند نعمت!

(خاقان کا آسمان کی طرف اشارہ کرکے کہنا)

خاقان۔ برسو خوب برسو۔ آگ میں پانی ان سب کو رشوت دیجئے ہے۔ یہ سب میری لڑکیوں کے طرفدار بن گئے۔ جا بابا تو بھی چل جا

ارسلان۔ (ہاتھ باندھ کر) حضور برف گر رہی ہے۔

خاقان۔ گرنے دے گرنے دے۔ ہوا خوب زور سے چل اے بادلو اتنی شدت سے برسو کہ پہاڑوں کی چوٹیاں۔ محلوں کے گنبد۔ قلعوں کے مینار تک تہ آب ہو جائیں۔

پرویز۔ ہائے؟

ارسلان۔ ایسی اولاد پر لعنت ہو جس کے دل میں ایسا زہریلا مادہ پیدا ہوتا ہے

خاقان۔ اور اس باپ پر بھی لعنت ہو جس کے نطفے سے یہ ملعون اولاد پیدا ہو اور اس محبت پر بھی لعنت ہو جو ایسے زہریلے دانت والے کتوں کو پالتی ہے

پرویز۔ افسوس کیسی عمدہ طبیعت برباد ہوئی۔ غریب لوگ جن کے پاس کوئی کپڑا نہیں اگر وہ صبر کریں تو عجب نہیں مگر اتنا بڑا جلیل القدر بادشاہ اور یہ مصیبت!

خاقان۔ (خود سے) اے شاہی شوکت تو ان تکلیفوں کو برداشت کرتا کہ معلوم ہو کہ خدا کے غریب بندے کس طرح تکلیف میں دن گذارتے ہیں۔

بہمردیہ ۔ حضور کسی پناہ کی جگہ چلیئے۔

خاقان ۔ اس سے زیادہ پناہ کی جگہ تو قبر ہے۔ مگر نہیں قبر میں بھی پناہ نہیں دیکھی اس تن کو مٹی کے نیچے دباتے ہیں۔ پھر کیڑے آکر کھاتے ہیں۔ اس کے بعد گوشت سڑتا ہے۔ بدن بگڑتا ہے۔ ہڈیوں کو مصیبت کا سامنا پڑتا ہے کچھ پستی ہیں۔ کچھ نکلتی ہیں۔ کچھ کھاد ہوتی ہیں۔ اور ان سے جو بچیں وہ جنگلی جانوروں کی ٹھوکروں سے برباد ہوتی ہیں۔

ارسلان ۔ صبر کیجئے۔ میرے آقا میرے مالک۔ میرے خداوند۔

(**خاقان** ۔ چپ چھوٹا خوشامدی گمراہ ہے وہ شخص جس کی زندگی غریبوں کے قبرستان کی طرح تاریک ہے۔ اور جو غریب آدمی کو خوشامد پر کرتا ہے آدمی نقطہ سمجھے۔ جنہوں نے مجھے دھوکا دیا۔ انہیں تعریفوں سے بیٹیوں نے مجھے لوٹ لیا۔ تو اب تو بھی مجھے لوٹنا چاہتا ہے۔ اب میرے پاس کیا رکھا ہے مگر ہاں یہ سڑا ہوا چیتھڑا جس کو بیٹیوں نے کفن کے لیئے بچا رکھا ہے۔ یہ بھی نہ بچاؤں گا تو پھر ننگا ہی دنیا میں آیا ہوں ننگا ہی جاؤں گا۔ اتار دو اتار دو)

(خاقان دونوں ہاتھوں سے کپڑے کو پھاڑ ڈالتا ہے ارسلان اسے روکتا ہے۔ بعد میں ماہ پارہ و سعدان کا آنا)

خاقان ۔ چڑیل خبیث، مردار۔ جا چلی جا تو اپنی راحت کی دنیا چھوڑ کر ہم غریبوں کے پاس کیوں آئی ہے۔ سو سو آرام کے محلوں میں سو۔ پھولوں کی سیجوں پر سو۔ عیش کی بارہ دریوں میں سو۔ اور بیانک نیند میں سرشار ہو کہ خدا کا قہر جس کو تیا اپنی چیخوں سے جگا رہا ہوں۔ تجھ پر آ پڑے۔

سعدان ۔ دیکھیئے دیکھیئے کیا یہ حالت کسی سے دیکھی جا سکتی ہے۔

ماہ پارہ ۔ اگر آنکھیں ہیں تو اس شخص کی اس سے زیادہ حالت دیکھو گی اور تم بھی دیکھو گے؟

سعدان ۔ فرمایئے۔ جو باتیں افسوس رحم سے ایسا مرد نہیں کہہ سکتا آپ

عورت بنکر فریادی ہیں۔ نہیں ایسا نہیں ہوگا۔ اگر ہونے والا بھی ہے تو آپ بیٹی ہیں۔ آپ کا فرض ہے کہ خود بھی رحم کیجئے۔ اور خدا سے بھی رحم کی دعا کیجئے۔

ماہ پارہ۔ ایسے آدمی کے لئے رحم کرنا یا رحم چاہنا محض فضول ہے۔ کچھ ضرورت نہیں ہے

سعدان۔ ضرورت نہیں ہے یہ جواب تو بامحبت نہیں ہے۔ کیوں حضور آپ نے رٹائین میں کھیلتے کھیلتے گر پڑتی تھیں تو کیا بادشاہ سلامت بیگم صاحبہ نے یہ کہتے تھے کہ اوٹھانیکی کوئی ضرورت نہیں۔ جب آپ بھوک سے بلبلاتی تھیں تو کیا اعلیحضرت ملکۂ عالم سے کہتے تھے کہ ابھی ضرورت نہیں دودھ نہ پلاؤ نہیں نہیں اللہ کسی وقت آپ کی حال ذرا بھی نوع دگر ہوتا تھا۔ وہ ہزارانی چہرہ جس کو آپ چیلوں اور کووں سے نچوانا چاہتی ہیں رونے روتے آنسوؤں سے تر ہو جاتا تھا۔

ماہ پارہ۔ یہ یاد دلانا واہیات ہے؟

سعدان۔ بڑے افسوس کی بات ہے۔ یہ درخت جس میں نہ انسان کی سی عقل و دانائی ہے۔ اور نہ کسی نے محبت اور اطاعت سکھائی ہے مگر پھر بھی اپنے باغبان کے کام آتا ہے۔ یعنی اپنے میووں سے اوس کا دماغ معطر بناتا ہے۔ اور اپنے سایہ میں سلاتا ہے۔ مگر آپ اپنے باپ کے ساتھ جس نے آپ کو جانکنی سے پالا ہے۔ رات کو رات اور دن کو دن کر ڈالا ہے۔ اوس سے ذرا سا بھی سلوک کرنے سے خوش نہیں ہیں۔ اگر خدا ان درختوں کو زبان پیدا کر دے تو کیا وہ نہ کہینگے کہ انسان بڑا خود غرض اور لالچی ہے۔

ماہ پارہ۔ سعدان درخت تو نہیں کہتے بلکہ اون کی آڑ میں تم کہتے ہو؟

سعدان۔ ہاں اگر میں کہتا ہوں تو سچ کہتا ہوں؟

ماہ پارہ۔ مجھے تمہاری باتوں سے نفرت ہوتی ہے؟

ماہ پارہ۔ خوب سیکھو؟
سعدان۔ نیکی سیکھو؟
ماہ پارہ۔ انسان بنو؟
سعدان۔ مہربان بنو؟
ماہ پارہ۔ میرا رتبہ جانو؟ سعدان۔ اپنے باپ کا رتبہ پہچانو؟ ماہ پارہ۔ زبان درازی نہ کرو؟
سعدان۔ اپنے پالنے والے سے برائی نہ کرو؟
ماہ پارہ۔ دیکھو یہ زبان جانے کا قرینہ ہے؟
سعدان۔ مالک پر مرنا وفاداری کا جینا ہے؟
ماہ پارہ۔ پچھتانا ہوگا؟
سعدان۔ دوزخ میں جانا ہوگا؟
ماہ پارہ۔ یہ گستاخی؟
سعدان۔ یہ بے رحمی؟
ماہ پارہ۔ بدعقلی اور ایسی بدتر؟
سعدان۔ [illegible]؟
ماہ پارہ۔ دیکھو سعدان میری مہربانیوں کو حقیر نہ جانو۔ ایسے بیہودہ دماغ رکھنے والوں کے سر فوراً توڑ دیئے جاتے ہیں؟
سعدان۔ میری زندگی بھی اوسی کے لئے ہے۔ اور میری موت بھی اوسی کے لئے ہوگی۔ میری ہستی جب تک بستی میں بستی ہے۔ اپنی محبت کے ہر ایک گھونٹ کو اوس کی یاد میں مبارک بنائیگی۔ اور میری روح جب تک جسم میں ہے اپنی رگوں کے تار پر اوسکے گیت گائیگی۔ اور اوس وقت بھی جبکہ ظالم خنجر میرا گلا کاٹ رہا ہوگا

(سعدان کا جانا۔ بیرم کا آنا)

ماہ پارہ۔ بیرم تم نے دیکھا؟
بیرم۔ میں افسوس کرتا ہوں؟

ماہ پارہ۔ دیکھو بیرم اگر تم نے اپنے باپ کی مجھ سے سفارش کی تو میں تم سے بھی ناراض ہو جاؤنگی۔

بیرم۔ اے میری عقل کو اور دشمن مجھ سے محبت واپس نہ لینا۔ اگر اپنا روشن چہرہ چند لمحے کے لیئے ادہر سے اودہر پھیر لیگی تو میرے خوشی کے دن فوراً غم کی تاریکی گھیرے گی۔ (شوہر ماہ پارہ کی آمد بیرم اور ماہ پارہ کو دیکھکر جوش میں ساکت ہوکر کہتا) کون ماہ پارہ اور بیرم؟

ماہ پارہ۔ دیکھو بیرم میں تم کو دل سے محبت کرتی ہوں؟

شوہر۔ (خنجر نکالکر مارنے کو جانا پھر سوچکر کہنا۔ اور کہتا اے دل ذرا صبر کر۔

ماہ پارہ۔ پیارے بیرم کاش میرے شوہر کی زندگی پہ موت نہیں باقی؟

شوہر۔ (ظاہر ہوکر) او لعنت ہے تجھ پر۔ ذوف ہے۔ تجھ پہ یہ بدذاتی اور بدصفاتی ہے؟

بیرم۔ ہائے غضب ہوگیا؟

ماہ پارہ۔ مار مار کیوں ڈرتا ہے کیوں گھبراتا ہے۔ ایک وار سے ہمیشہ کے لیئے جھگڑا جاتا ہے؟

شوہر۔ او حرامزادے خبیث کہتے؟

ماہ پارہ۔ بیرم مار کیا دیکھتا ہے۔ (شوہر ماہ پارہ اور بیرم کا لڑنا۔ بیرم کا پست ہونا۔ ماہ پارہ کا پیچھے سے آکر اپنے شوہر کو مارنا)

شوہر۔ خدایا انصاف؟

ماہ پارہ۔ جیبا بدمعاش؟

(شوہر ماہ پارہ کا مرجانا۔ اور اوپر سے سین کا ختم ہونا کرتا)

سین ختم

باب دوسرا سین دوسرا

مکان مرزا جام

گانا گلدم ۔ جیا ترسے بدریا پہ سے سکھی دن کیسے کٹیں کے بہار کے
نہیا جاسے ٹھہر لئے کیسے جوبن دکھاؤں سنگھار کے ۔ جیا ترسے
بھورا گو سمجھے تو ڈالی ڈالی پوسے کومل کلی سیج ہے خالی ۔ پیا
نہیں آئے کیسے رہوں جیا مار کے ۔ جیا ترسے ۔

نظر (داخل ہونا بغلول کا) یا اللہ جیو ہزار دیکھنے لئے کمبخت نے بارہ بجا دیئے
اوس کو یہ بھی معلوم نہیں کہ اللہ کا ایک بندہ بھوک کے مارے بیچین ہو گا

گلدم ۔ جناب کون ؟

بغلول ۔ وہی بدذات گلچیرو ، کاٹ کا الو ، وحشی جنگلی ۔

گلدم ۔ آدمی ہے یا حماقت کی ریل ؟

بغلول ۔ اگر میری حکومت ہوتی تو ٹکٹکی سے باندھ کر گولی سے اڑا دیتا ۔

گلدم ۔ اجی حضور نہیں ؟

بغلول ۔ نہیں تو میرے بیسوں نے کسی افیون کے پٹے میں داؤ لگانا ہوگا ۔
(سامنے کی طرف منہ کر کے) ارے او کمبخت آج تجھے کیا ہوا ۔ شکیا ہو گیا ہو گیا

(گلچیرو کا انگلیوں پر حساب جوڑتے ہوئے آنا)

گلچیرو ۔ ایک دو تین ۔ چار ۔ پانچ چھ ۔ سات ۔ آٹھ ۔ نو ۔ دس ۔ گیارہ ۔ بارہ ۔ تیرہ ۔

بغلول ۔ (گردن پکڑ کر کستا) کیوں بے مرغی کے انڈے سے لایا ؟

گلچیرو ۔ اجی ہیں تو حساب ہی بھول گیا ہے

بغلول ۔ ابے کو نہ آنا حساب تجھ جو بھول گیا ۔ اور میرا آتی قدر یہ بھوکا رہنا فضول گیا ؟

گلنجرو۔ اچھا دیکھئے آپ نے کتنے انڈے منگوائے تھے؟
بغلول۔ چار؟
گلندم۔ (ساؤنڈ میں) تیرا نکلے اچار؟
گلنجرو۔ دیر لگاتا؟
بغلول۔ ارے مارتا کیوں ہے۔ او ٹھکر حساب بتا؟
گلنجرو۔ اچھا تو دیکھو درجن کے کتنے انڈے ہوئے؟
بغلول۔ بیس؟
گلندم۔ (ساؤنڈ میں) کیا حساب جوڑتا ہے مو خبیث (ظاہرا) اجی حضور درجن بیس کی نہیں ہوتی؟
بغلول۔ تو؟
گلندم۔ جناب درجن بارہ کی ہوتی ہے؟
بغلول۔ بارہ کی اچھا تو بارہ ہی سہی آگے بتا؟
گلنجرو۔ اچھا درجن کے ہوئے بارہ اور چھ پیسے ہوئے اٹھارہ۔ اور بارہ کو اٹھارہ سے نکالو تو کتنے ہوئے جناب آلو؟
بغلول۔ ارے آلو کیا بکواس ہے۔ میں نے تم کو منہ ہی اٹھنی دی تھی۔
گلنجرو۔ اٹھنی دی تھی تو میں نے اٹھنی کا حساب دیدیا؟
بغلول۔ یہ تیلے حوالے رہنے دو سیدھی طرح اٹھنی دیدو ورنہ ابھی تمہاری [illegible] کر دونگا؟
گلنجرو۔ ارے کیا مار بچا رہ بغلول کا ڈنڈا لینے جاتا ہے) جانی دیکھی میری حساب دانی
گلندم۔ خوب یہ اٹھنی ہضم کرنے کے لئے چھے دانی مچائی تھی؟
گلنجرو۔ تو اور کیا؟
گلندم۔ کیوں یہ الگ ہی الگ مال اڑائیگا؟
گلنجرو۔ ایسے جو تم صاف کرو گے تو تمہارا حصہ مجھے بھی دو گے؟
(گانا دونوں کا ملکر)

گانا۔ بنوا دو پیا کوئی بھاری موہے ریشم کی چولی ساڑھی۔
مجھے ساڑھی بنادو ہیں بھاری۔ اور میں ٹانکا ہو گوٹا کناری
پھر تو ہوگی بہار۔
نیا ہوگا نکھار۔
گورے ہاتھوں میں چوڑی ہو کالی اور کانوں میں سونے کی بالی۔
ابھی لاؤ سنار۔
ہاں ہاں جاؤ بازار۔ بنوا دو۔
(دونوں کا گانے گاتے اندر چلا جانا۔ ظرم کے دوست تھڑک، بھڑک کا آنا)
تھڑک۔ ہوں ہوں۔
بھڑک۔ آداب عرض ہے جناب؟
تھڑک۔ تسلیمات؟
بھڑک۔ ہیں یہاں تو کوئی نہیں کس آواز دوں؟
تھڑک۔ مکان میں تو گدھے لیٹے ہیں؟
بھڑک۔ ابے کوئی ہے؟
تھڑک۔ بولو؟
گھنجرو۔ (آکر) یہاں کون آیا ہے۔ کیا آپ نے بلایا ہے؟ (چکرا گیا)
بھڑک۔ آدمی تو اچھا معلوم ہوتا ہے؟
تھڑک۔ عجب نہیں کہ اس کا باپ بھی اچھا ہو؟
بھڑک۔ اور عجب نہیں کہ اس کی بیوی بھی اچھی ہو؟
تھڑک۔ اور عجب نہیں کہ اس کی ماں بھی اچھی ہو؟
گھنجرو۔ یہ آدمی ہیں یا بے دُم کے لنگور۔ کیا آپ نے یاد فرمایا ہے حضور؟
تھڑک۔ دوست تمہارا نام کیا ہے؟
گھنجرو۔ کچھ بھی ہے؟

ٹھگ - کچھ بھی ہے ؟
بھڑک - جب تک ہم کو تیرا نام معلوم نہ ہوگا تب تک میں دوست ہی کیونکر ؟
گلفیرو - جناب کی مہربانی ہے عنایت ہے ؟
بھڑک - عنایت تو میرے سالے کا نام ہے ؟
گلفیرو - باپ رے ؟
ٹھگ - اچھا جاؤ اس مکان کے مالک مفتی مرزا طرم کو بلا لاؤ ؟
گلفیرو - جناب تو یہاں نہیں ہیں ؟
ٹھگ - کیوں نہیں ہیں ؟
گلفیرو - اون کی خوشی ؟
بھڑک - خوشی کی ایسی تیسی ؟
ٹھگ - اور ہم جو اٹھارہ کوس سے چل کر آئے تو کہاں جائیں ؟
گلفیرو - جناب کی قیام کی فکر بے سود ہے - اگر مرزا طرم نہیں تو اون کا خاص ملازم تو موجود ہے ؟
بھڑک - ارے تو اوس کا فرض ہے کہ ہم کو آرام پہنچائے ؟
گلفیرو - اگر آپ حکم دیں تو بندہ ابھی جاکر بلا لائے ؟
ٹھگ - بالضرور ؟
گلفیرو - مگر دو باتیں سن لیجئے - جناب اور حضور اول تو وہ شخص مزاج کا جھکی ہے دوم ذات کا بھانڈ ہے - عیب چھپا نیکے لئے شریفوں کی وضع بنائی ہے ؟
ٹھگ - ہیں ہیں بھانڈ ہو کر شریف بنتا ہے - اچھا لاؤ تو خبیث کو ؟
گلفیرو - دیکھئے لاتا ہوں ابلیس ؟
بھڑک - ہیں ہیں ؟
ٹھگ - ہوں ہوں ؟

(آنا بغلول کا اور گنجیرو سے کہنا۔)

بغلول۔ کیا وہی ہیں جو شریفوں کو بھانڈ جانتے ہیں؟

گنجیرو۔ جی ہاں؟

بغلول۔ آیئے جناب محترم (جواب نہ پاکر) عجب اُلو کے پٹھے ہیں؟

گنجیرو۔ وہ تو پہلے ہی کہتا تھا کہ واقعی اُلو کے پٹھے ہیں؟

بغلول۔ شعر کو بلند آواز سے کہتا ہے

وہ آئیں گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے
کبھی ہم اون کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

جواب نہ ملا۔

گنجیرو۔ اجی ذرا زور سے اونہوں نے سُنا نہیں؟

بغلول۔ عجب اُلو ہیں پھر شعر پڑھنا

وہ آئیں گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے
کبھی ہم اون کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

جھڑک۔ (جیبت لگانا اور بغلول کا کہنا) اس جیبت کو دیکھتے ہیں؟

جھڑک۔ (گنجیرو کو الگ لیجاکر) کیوں میاں یہ بھانڈ کوئی شاعر معلوم ہوتے ہیں؟

گنجیرو۔ ہاں جناب یہ پہلے ایک ناٹک کی کمپنی میں منشی رہ چکے ہیں۔

یہ کہکر بڑے ہوئے نوٹ جو جھڑک کی جیب سے نکل پڑتے ہیں۔ اور اوٹھا کر کہتا ہے او میرے باپ رے باپ اتنے نوٹ نوٹوں کو الٹ پلٹ کر دیکھتا ہے۔ اور بغلول کی جیب میں [illegible] ہے

آپ کا نام نامی؟

بغلول۔ شیخ بغلول؟

جھڑک۔ باپ کا نام؟

بغلول۔ [illegible]؟

گلخیرو۔ ذرا اور بتائیے؟
بھڑک۔ جناب کچھ کھانے کے لئے تو منگائیے؟
بغلول۔ یہاں کوئی ہوٹل یا بھٹیار خانہ مقرر کیا ہوا ہے۔ پیسے نکالو ابھی منگا دیتا ہوں؟
بھڑک۔ یہ کیا؟
بھڑک۔ تماشے کا اشتہار؟
بغلول۔ یہ کمبخت تو گلے پڑنا چاہتے ہیں؟
گلخیرو۔ جناب ہم دو آدمی ہیں، آپ کو شک ہو تو تلاشی لے لیں۔
بغلول۔ ہاں کیا ہم چور ہیں ورنہ وہ جو چور ہو؟
بھڑک۔ ارے یہ کیا؟
بھڑک۔ میرا بھانڈا پھوٹا بولو ادھر تو لگا بغلول کو مارنا)
بغلول۔ دیکھئے دیکھئے جناب بندہ بالکل بے تقصیر ہے؟
بھڑک۔ چپ تو بڑا شریر ہے (بغلول کو جانا لیلا کا آنا)
گلخیرو۔ او گلخیرو؟
بھڑک۔ یہ دوست یہ کون؟
گلخیرو۔ جناب یہ ادھ سیہی بھانڈ کی لڑکی ہے۔ غصلا اس کی بھی خبر لیجئے نا؟
لیلا۔ خبردار موئے خیرو چوٹے؟
بھڑک۔ ذرا ادھر تو آؤ؟
لیلا۔ عجب الو ہے (خیرو کا سائڈ میں کہنا) اگر طرم آئے ہو تو آدمی کو بلا لاتا ہوں۔
بھڑک۔ اتنی باتیں کیوں بناتی ہو ادھر کا؟
لیلا۔ چل موئے تجھ پہ خدا کی مار؟
بھڑک۔ عورت ہے یا ریشم کا لچھا؟
(بھڑک ہاتھ پکڑنا چاہتا ہے لیلا ہاتھ کو جھٹک دیتی ہے)

بھڑک۔ خوب پیاری شریف عورتوں کی نقل اوتاری؟
لیلیٰ۔ دیکھو اگر یہ حرکتیں کروگے تو اچھا نہ ہوگا؟
(طرم اور گانجیرو کا آنا)

طرم۔ نکلو نکلو تم کون ہو؟
بھڑک۔ ارے یار طرم تو ہمارے مزے میں بھنگ ڈالنے کے لئے کیوں آگیا؟
طرم۔ چپ منہ بند کر ناہک بے میرا دوست ہوکر میری بہو سے مذاق کرتا ہے؟
بھڑک۔ تو کیا تمہاری بہو ہے؟
گانجیرو۔ اور کیا تمہاری نانی ہے؟
بھڑک۔ ابے حرامزادے تونے اس کو بھانڈ کی بیٹی کہکر دھوکے میں ڈالا؟
طرم۔ کیا اس نے کہا تھا لگاؤ لگاؤ جوتے لگاؤ؟
بھڑک۔ اس طرح نہیں بورئیے بند کرکے جوتے لگاؤ؟
گانجیرو۔ ارے میاں۔ آدمی کو کیوں بورئیے کا کفن پہناتے ہو؟
(گانجیرو کا بھڑک کے پاؤں میں کانٹا چبھانا)
بھڑک۔ ابے نالایق میرا پاؤں کاٹ دیا؟
طرم۔ اگر زندہ ہے تو ہم تم کو مردہ بنائینگے؟
(گانجیرو کو لے بیٹھیں ہی ہر کر)

بھڑک۔ اب ہم تجھ کو جلائینگے؟
بغلول۔ ارے یا اللہ تو ٹونی گڈی میری جیب میں کس طرح آئی؟
گانجیرو۔ کون میاں بغلول؟
بغلول۔ گانجیرو ادھر ئیے یہاں قہ قہ قہ؟
گانجیرو۔ جناب یہاں سے بھاگ جائیے؟
بغلول۔ کیوں کس لئے؟
گانجیرو۔ دو مچاور آپ کو گرفتار کرانے کے لئے پولیس میں گئے ہیں؟

بغلول۔ کیوں پولیس کو بلانے گئے ہیں؟
گلنجرو۔ ان نوٹوں کی تحقیق کے لئے میں نے تو اپنے آپ کو اس بورئیے میں چھپایا ہے۔ آپ یہاں سے بھاگ جائیے؟
بغلول۔ یا اللہ اب تو پوری پوری رسوائی ہوگی۔ ارے یار مجھ کو بھی اسی میں چھپا لے
گلنجرو۔ ارے میاں بغلول یہ کیا کرتے ہو۔ میرے ساتھ آپ بھی مرتے ہو؟
بغلول۔ دیکھ بھائی ہم بوڑھے آدمی ہیں۔ ہم ہاتھ جوڑتے ہیں۔ ہم تیرے پاؤں پڑتے ہیں۔ ہم تیرے لڑکے کو پڑھائینگے؟
گلنجرو۔ آپ مجھے پھنسانا چاہتے ہیں؟
(گلنجرو کا بورئیے سے نکلنا بغلول کو بند کرنا)
اچھا تو میں کوئی اور ٹھکانا ڈھونڈ لونگا؟
بغلول۔ او بھائی ارے بھائی؟
گلنجرو۔ مرا تمہارا بھائی؟
بغلول۔ ذرا باندھنا تو مگر ذرا زور سے اور کسکے؟
گلنجرو۔ اب بیٹا ذرا اوس دل دل میں رہو پھنس کے؟
بغلول۔ بغل تو چلا لو آئی بلا ٹال تو؟
(ظرم کا مع بھڑک کے آنا)
ظرم۔ ہوں ہوں کیا مزے سے بیٹھا ہے ارے بولتا نہیں مشٹنڈا سے؟
بھڑک۔ اجی لات کے بھوت کبھی بات سے مانتا ہے؟
ظرم۔ تو پھر؟
بھڑک۔ (ڈنڈے سے ظرم اور بھڑک کا مارنا)
بغلول۔ ارے دادا! ارے بابا؟
باہر بھیڑ و بھیڑ داس ہیں سنتے تو بغلول کی آواز آتی ہے؟
(بوری کا کھولنا اور بغلول کا باہر نکلنا)

ارسلان ۔ خدا آپ کو فتح نصیب کرے ؟

زہرہ ۔ وہ ضرور کریگا۔ میرے بیٹے نے حرص و ہوس [illegible]

شوہر ۔ انسانیت کا فرض مجھ کو یہانتک کھینچ لایا ؟

ارسلان ۔ خدا حضور کی عمر دراز کرے ۔

گانا ۔ دل توڑے جان کا بیری پایا۔ یہ کیسا زمانہ ہے آیا۔ جانکے ہیں گل بوٹے ہیں سب جھوٹے رنگ وفا نہ پایا۔ دکھ کو اجانا سب کا)

باب دوسرا سین چوتھا

(دل آرا اور بیرم کا گفتگو کرتے ہوئے آنا)

دل آرا ۔ تعجب ہے کہ یہ خط لکھتے وقت اوس بیوقوف [illegible] کی ؟

بیرم ۔ مجھے قسم ہے اس سر کی خیر خواہی کیواسطے میں نے اپنی [illegible] کی ؟

دل آرا ۔ اس لیے کہ تمھارا باپ ہے ؟

بیرم ۔ اگر میرا باپ نہ ہوتا تو میں خود [illegible] دیتا ؟

دل آرا ۔ خیر یہ فرض ہم تمھاری طرف سے بجا لائینگے ؟

[illegible] بڑی قسمت ہے یہ سب جانتے ہیں کہ میں نے [illegible] ہے ؟

دل آرا ۔ پیارے بیرم میں نے اپنا دل [illegible] خدا تک کی پرواہ نہ کی ۔ تو اب انسان کی کیا پرواہ کرتے ہیں ؟

ماہ پارہ ۔ میں نے [illegible] سعدان کی گرفتاری کے لئے عذاب کیلئے چھوڑ رکھی ہیں ؟

دل آرا ۔ [illegible] نہیں سکتا ؟

ماہ پارہ ۔ اگر وہ یہاں آیا تو میں اوسکے بہت برا سلوک کرونگی ؟

دل آرا ۔ اور میں اوس کی خاک کو ٹھوکر سے اوڑاونگی ؟

بیرم ۔ انصاف تو اس سے زیادہ سزا تجویز کرتا ہے ۔ مگر آپ رحمدل ہیں اس لیے تھوڑا سا رحم کیجئے کیونکہ میں اپنے باپ کو برائی کا نتیجہ بری ہو کر دیکھونگا

تو مجھ کو شرم آوے گی؟

دل آرا۔ یہ اتنا ہی شریف ہے جتنا اس کا باپ بدمعاش ہے؟ (سعدان [illegible])

ماہ پارہ۔ بے ایمان؟

دل آرا۔ نمک حرام؟

ماہ پارہ۔ شرافت کو شرافت کو بدنام نہ کرو۔ تمہارا باپ شریف ہے تمہاری ماں بھی شریف تھی۔ اور میں بھی شریف ہوں۔ اور تم بھی شریف ہو؟

ماہ پارہ۔ تو کتے سے بھی زیادہ ذلیل ہے؟

سعدان۔ آپ کی کیا دلیل ہے؟

دل آرا۔ تو دغا باز اور جھوٹا ہے؟

سعدان۔ سچ کہتی ہو میں نے ہی خوشامد کر کے اپنے باپ کو لوٹا ہے؟

ماہ پارہ۔ بدمعاش تو نے خاقان کو زہر کے پاس کس لئے بھیجا ہے؟

سعدان۔ اس لئے کہ میں نہیں دیکھ سکتا تھا کہ اسکے جسم کو اذیت پہنچے؟

ماہ پارہ۔ بدمعاش؟

سعدان۔ خطرناک خوفناک جنگل مہیب رات اور اس پر بجلی کی گرج اور آندھی پانی۔ ان سب آفتوں کی زیادتی تھی۔ اور اس میں ایک بوڑھا ضعیف شخص خستہ و خراب تھا میں نے خوشامد کی میں بہت گڑگڑایا۔ مگر تم نے اپنے باپ پر ذرا رحم نہ کھایا۔ اس وقت کوئی بھیڑیا بھی میرے دروازے پر فریاد کرتا (تو میں اس کو بھی [illegible])

ماہ پارہ۔ تو ایسے جرم پر ہم تیری بوٹیاں چیلوں کوؤں کو کھلا دینگے اسکی زبان کاٹ دو

سعدان۔ ہاں جلدی کرو ورنہ تمہارے عیب کھل جائینگے؟

ماہ پارہ۔ (خط الگ کر کے) دو ہزار نوکروں کو بہلانا۔ یہ کام کس قدر ذلیل ہے؟

سعدان۔ ایک ناواقف کو سانپ کی دوستی سے بچانا بھی شرافت انسانیت کی دلیل ہے؟

دل آرا۔ وہ بیوقوف ہے؟

سعدان۔ در تو مکار ہے؟

ماہ پارا۔ وہ دوزخ ہی کے لایق ہے؟
سعدان۔ اور تو لعنت ہی کی سزاوار ہے؟
دل آرا۔ بوڑھے کے لباس میں شیطان؟
سعدان۔ تو عورت کے جامہ میں حیوان؟
ماہ پارہ۔ بدمعاش تو ایسا بےخوف ہو کر کلام کرتا ہے؟
سعدان۔ ہاں ہاں جس کو خدا کا خوف ہوتا ہے وہ انسان سے نہیں ڈرتا ہے؟
ماہ پارا۔ تو اور یہ زبان درازی؟
سعدان۔ ہائے بیٹی اور باپ سے دغابازی؟
ماہ پارہ۔ یہ دماغ اور ایسا بیہودہ جنون؟
سعدان۔ [illegible] اور ایسا سفید خون؟
ماہ پارا۔ (نوکر سے) مار ہاتھ جو سر کٹ کے قدموں پر گر پڑے؟
سعدان۔ اے فرشتو سن لو اے زمین [illegible] اے دنیا [illegible] دیا شہزادی نے گواہ رہنا فرض [illegible] حق بات کہنے سے آج میں [illegible] اور ایک وار میں سر تن سے جدا کر؟
[illegible]
ماہ پارہ۔ پوچھتا کیا ہے؟
دل آرا۔ اڑا دو ذمی کا سر؟
([illegible] انسان آہ؟ شوہر زہرہ کا اندر سے پستول چلانا [illegible] گر کر مر جانا)
ماہ پارہ۔ (دل آرا سے) یہ کیا کیا بیدادگر؟
شوہر۔ وہ کیا جس کا یہ سزاوار تھا؟
دل آرا۔ مگر کیوں کیا یہ تمہارا خطاوار تھا؟
شوہر۔ اور یہ تیرا گنہگار رہتا؟
ماہ پارہ۔ اس نے ہم کو دھوکا دیا ہے؟
شوہر۔ اور تم نے اپنے باپ کو دھوکا دیا ہے؟

باب دوسرا سین پانچواں

سین گراونڈ پر پڑ

(بہرام [illegible] کرتے آنا۔ وارن [illegible] بلکہ گانا)

گانا۔ رہیں ہم جم کے دل کی تو عالم کے چلے تیغ ستم پر تن قلم دشمن کے رستے بھرم کو رزمگاہ میں خنجر سے
فوج تنگ ہو جنگ کا وہ رنگ ہو روح رستم بھی دنگ ہو۔ ہاں ادھم کے۔

سین کا ڑ نسفر ہونا میدان جنگ کا نظر آنا

{ زہرہ اور ماہ پارہ [illegible] لڑتے ہوئے نظر آنا۔ اور ماہ پارہ کے
سپاہیوں کا خاقان کو گرفتار کرکے لانا۔ بہرام کا خاقان کی کمر پکڑنا۔ }

ڈراپ سین

باب تیسرا سین پہلا

دیوان خانہ

(بہرام کو شراب پیتے نظر آنا۔ طوائف اور ایک خواص کا کھڑو دکھائی دینا بہرام کا گانا)

گانا۔ دکھا [illegible] سب آج۔ گاؤ مست راگ باجتے ہیں ساج۔ کوبجے مردنگ۔ بجے
چنگ اسی پر ہوں قربان۔ گاؤ سدھاؤ رنگ سے۔

نغفر۔ [illegible] بیٹھی رہی پژمردہ اور غمگین سے کیوں نہ ہوا [illegible] لیشا شاں رجاق
ہے۔ ہاں میرا دل تو جب خوش ہوگا جب خاقان کا تاج میرے سر پر اور
اسی ہاتھ میں عصائے سلطنت اور اس ملک کے سکے پر میرا نام ہوگا۔ اے
مضطرب روح اتنی کیوں گھبراتی ہے۔ اگر آج کا میرا داؤ چل گیا۔ تو یہ
سب کچھ میرا ہے۔

ماہ پارہ۔ (آکر) پیارے بہرام؟
بہرام۔ حضور؟

ماہ پارہ۔ کیوں بیرم دیکھو تم نے وہی ادا دکھائی اگر آپ یا جناب کہکر پکارا ہوتو مجھے معاف کرو میں تم سے ناراض ہو جاؤں گی؟

بیرم۔ پیاری تہذیب سے بات کرنا بھی کوئی گناہ ہے۔ اگر میرے یہ الفاظ ہوتے تو بیرم کو کس طرح معلوم ہوتا کہ اس کا دل پیارا بھی ماہ پارہ کی محبت سمجھو

ماہ پارہ۔ اچھا تو معلوم ہوا کہ تمہارے دل میں میری عزت ہے محبت نہیں؟

بیرم۔ نہیں یہ ہرگز نہیں عزت اور محبت دونوں ہیں؟

ماہ پارہ۔ واہ جی اگر سارا دل میری محبت میں وقف کیا ہوتا تو باجی دل آرا کی محبت کہاں سے آتے؟

دونوں کا ملکر گانا

چتون نے تیر نظارہ دلبر مارا۔

ماہ پارہ۔ میں دل دیکھنے کچھ نہ کچھ راحت نہ پائی چاہت سے باز آئی۔ دل میں ہے پیت لبھائی۔

بیرم۔ یہ تن من سارا تجھ پہ وارا۔ تن دیر دل آرا۔

ماہ پارہ۔ دو دن کی سب دل سب دلداری ہے۔ سینہ دیکھے کی یاری ہے۔ دل پہ ہے آہ مارا چتون نے

نثر

دیکھو بیرم میں تمہیں کہے دیتی ہوں اگر تمہارا دل دل آرا کسی اور خواہ ماہ پارہ کی محبت میں گرفتار ہوگا تو وہ خنجر جو ایک دفعہ وفادار شوہر کو قتل کرچکا ہے۔ ایک بیوفا عاشق کے لیے بھی تیار ہو گا؟

بیرم۔ (الگ ہو کر) ای کمبخت) پیاری تمہارا دل کتنا بدگمان ہے مگر میں نے جو بات کہی تھی اوس کا بھی خیال ہے؟

ماہ پارہ۔ ہاں بیرم میں رات بھر یہی سوچتی رہی مگر مجھے کوئی تجویز نظر نہیں آتی تم ہی کچھ بتاؤ کہ کیا کیا جائے؟

بہرام ۔ اچھا میں بتاؤں تو سنو ادہر ادہر دیکھ کر دیکھو کوئی دیکھتا تو نہیں؟

ماہ پارہ ۔ کوئی نہیں؟

بہرام ۔ خاقان اور زہرہ کو قتل کرا دو؟

ماہ پارہ ۔ مگر شاید دل آرا اس کے خلاف ہو؟

بہرام ۔ ہو تو کیا ہے۔ دیکھو اگر تم چاہتی ہو سلطنت [illegible] اور تمہارے سوا [illegible]
اور عشق و محبت میں کھٹکنے والا خار نہ ہو تو ایک تدبیر کرو؟

ماہ پارہ ۔۔۔ کیا؟

بہرام ۔ یہ تو میں تم سے پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ رعیت خاقان اور زہرہ کو [illegible] چاہتی ہے [illegible]
اور ان کو پھر [illegible] چاہتی ہے۔ اگر وہ دونوں آزاد ہو گئے تو یہ سر اور تاج دونوں جاتے
رہینگے۔ اس لئے میں دو قاتلوں کو [illegible] قتل کراتا ہوں۔ اس کے بعد
تم قید خانہ میں جا کر ان کے قتل کا الزام دل آرا پر لگانا۔ اس طرح میرے اور
تمہارے ہاتھ قتل ہو جائینگے۔ اور پھر باغی رعیت کے ہاتھ سے دل آرا
شہید ہو جائیگی۔ بس پھر تو ہماری اور ہم تمہارے [illegible]

ماہ پارہ ۔ لو میں اب جاتی ہوں؟ (جانا)

دل آرا ۔ (آکر) بہت خوب لیلےٰ مجنوں کی جوڑی جا رہی ہے۔ (بہرام کا واپس
آنا) اب تو خوب ملاقاتیں ہوتی ہیں۔ خوب گھل مل کر باتیں ہوتی ہیں؟

بہرام ۔ خاک باتیں ہوتی ہیں۔ بس جی بس جلنے دو ایسی باتوں کو!

دل آرا ۔ کیوں خیر تو ہے؟

بہرام ۔ خون خون؟

دل آرا ۔ ہیں ایسا بھیانک مضمون؟

بہرام ۔ خون خون پیاری دل آرا تمہارا خون؟

دل آرا ۔ میرے خون کس لئے؟

بہرام ۔ یہ تو سب کو معلوم ہے کہ رعیت خاقان اور زہرہ کو چاہتی ہے اس لئے بادشاہ کے

باب تیسرا سین دوسرا

قید خانہ

[پھاٹک کا بند ہونا۔ اور پلنگ پر خاقان کا لیٹے ہوئے اور اس کی چھاتی پر زہرہ کا ہاتھ رکھے ہوئے سر نیچے کئے ہوئے دکھائی دینا ۔]

گانا

بے نصیب رحم کر ہمیں کیوں ستا رہا ہے
ہنسنے کب تھے اس قدر جو تو یوں رلا رہا ہے
میں کسی کا مدعا ہوں کہ امید حوصلہ ہوں
اے جبر خدا میں کیا ہوں جو خاک مٹا رہا ہے
نہیں ایک اشک باقی لہو تک بہہ گئے ہیں
روئیں کیا یہ آنکھیں اب ان میں کیا رہا ہے

خاقان ۔ غریب عاجز بوڑھا۔ مسکین۔ بیکس۔ رحم رحم ۔

زہرہ ۔ جانے [illegible] لگے اس بد نصیب کو
آرام نیند میں نہیں آتا غریب کو

خاقان ۔ پکڑو۔ مارو۔ جلادوں نے ٹھوکروں سے مارا ہے۔ انہی دونوں نے میرے سر سے زبردستی تاج اوتارا ہے۔

زہرہ ۔ بے چینیوں سے جیتا مجھ کو کر دکھا دے
اس مضطرب و دل شکستہ کو تو قرار دے

(جلادوں کا سیاہ لباس میں آنا۔ اور ادھر ادھر دیکھنا)

پہلا ۔ سوتا ہے؟

دوسرا ۔ بول؟

پہلا ۔ مار؟

دوسرا ۔ کیا سوتے ہیں؟

پہلا ۔ کیا جگا کے؟

دوسرا۔ چلو چپ رہو جاگ جائیگی۔

ثارا۔ تم تم کون ہو؟

پہلا۔ اور سیر آؤ؟

ثارا۔ تم کیا چاہتے ہو تمہارا کیا مطلب ہے ٹھہرو میں ابا جان کو جگاتی ہوں؟

دوسرا۔ اب وہ نہیں جاگ سکتا؟

ثارا۔ تمہاری آنکھوں سے مجھے ڈر معلوم ہوتا ہے تم بتاؤ کون؟

پہلا۔ دو آدمیوں کے لباس میں ایک موت؟

ثارا۔ کس کی موت؟

دوسرا۔ چپ رہو جب ہم اپنی تلوار اور چھری کی دھار کو آزماتے ہیں۔ تو نصیحت سننے والے کان اپنے ہمراہ نہیں لاتے ہیں؟

ثارا۔ مگر آنکھیں تو ہمراہ ہوتی ہیں؟

پہلا۔ وہ سوائے ایک تڑپتی ہوئی لاش کے اور کچھ نہیں دیکھنا چاہتیں؟

ثارا۔ تھوڑی دیر کے لئے تم ان کو مجبور کرو کہ وہ تمہاری زندگی کی بھلائی پر نظر ڈالیں۔ میرے بھائیو یہ جو احسان و مروت کی دنیا کا چراغ جس کے گرد تمہاری معصومیت پتنگوں کی طرح نثار کئے ہوئے ہے۔ جو دنیا کا دانت ہے جسکے آج تم دشمن بن گئے ہو۔ اگر اس غریب کو قتل کیا تو کیا پھل پاؤ گے کونسا نفع حاصل ہوگا رہا قوت زور تھا وہ بڑھاپے نے لوٹ لیا۔ دولت ساخت تھی وہ ظالم بیٹیوں نے چھین لی۔ ہوش و حواس تھے وہ مصیبت نے لے لئے۔ اب صرف ہڈیاں باقی ہیں یا کمزور سسکتی ہوئی جان باقی ہے وہ بھی تمہارے کام میں نہیں آ سکتی۔ سانس جو اب چلا جائیگا۔ یہ بالکل گر جائیگی تب نکل جائیگی جان خدا کے پاس پہنچ جائیگی۔ اور اگر کچھ رہیگا تو میرے لئے ماتم و اضطراب اور تمہارے لئے دنیا کی رسوائی خدا کی لعنت اور جہنم کا عذاب۔

دوسرا۔ ہم کو اس کام سے کوئی باز نہیں رکھ سکتا۔ ہم وہی کرینگے جو ہم لوگ دل میں ٹھان لینگے

ثارا۔ افسوس تم نے ثابت کر دیا کہ تم فرشتہ کے نہیں بلکہ شیطان کے بیٹے ہو۔ میرے

ماہ پارہ۔ نہیں وہ اب قتل ہی کر دینے کے قابل ہے؟
زہرہ۔ اری یہ لفظ تو کہتی ہے جو اوس کی بیٹی ہے۔ کیا اس سے ملال بھی ظاہر نہیں ہوتی ہے۔ یہ اوس منہ سے بات نکل رہی ہے جس کو اوس غریب نے سینکڑوں مرتبہ پیار اور محبت سے چوما ہوگا؟

(ماہ پارہ زہرہ کا ہاتھ پکڑ اوسکو گرا دیتی ہے)

ماہ پارہ۔ بس خاموش رہ اگر زیادہ بولی تو زبان کاٹ لیجائیگی؟
زہرہ۔ اگر تم زبان کاٹ لوگی تو میں آنکھوں کے اشارے سے سمجھاؤنگی؟
ماہ پارہ۔ وہ بھی پھوڑ دی جائینگی؟
زہرہ۔ میں اپنا سر اوس غریب فرشتہ کے لئے تیرے قدموں پر جھکا دونگی؟
ماہ پارہ۔ وہ بھی علیحدہ ہو جائیگا؟
زہرہ۔ اللہ اللہ تو اتنی جلاد ہے؟
ماہ پارہ۔ کمبخت یہ تو معمولی بیداد ہے؟
زہرہ۔ سبب؟
ماہ پارہ۔ بے سبب؟
زہرہ۔ گناہ؟
ماہ پارہ۔ بے گناہ؟
زہرہ۔ قصور؟
ماہ پارہ۔ بے قصور؟
زہرہ۔ یہ جفا کاری؟
ماہ پارہ۔ مرضی ہماری؟
زہرہ۔ رحم ذرہ بھر کر؟
ماہ پارہ۔ بس ہو چکا اب سر جھکا؟
زہرہ۔ (گر کر) او خدا؟

دل آرا۔ (برم کی طرف دیکھکر) دھوکا نہیں برام تم کیوں کھڑے ہو کچھ بولتے نہیں؟
ماہ پارہ۔ کیا برم نے ہی یہ سب کچھ بتایا ہے؟
برم۔ ہائے ہائے یہ کمبخت سب کچھ کہہ گئی۔ اب یہاں سے چلنا چاہئے۔
ماہ پارہ۔ ٹھیر او نمکحرام غلام تو کہاں جاتا ہے۔
(برم کا پستول سے ماہ پارہ کو مارنا)

سین ختم

باب تیسرا سین تیسرا

جنگل

خاقان کو سپاہیوں کا گرفتار کرکے لانا۔ شوہر زہرہ کا پستول مارنا جلاد وں کو مارنا۔ خاقان کو چھڑا لانا۔ اور جلادوں کا تڑپتے ہوئے دکھائی دینا۔ اور راوی نے پردے کا گرنا

باب تیسرا سین چوتھا

مکان بغلول

گانا گلدم۔ بانکے بلماں سے گوئیاں نظر لاگی۔
جلا جلا کے تپ عشق نے تمام کیا
فراق یار نے مارا قضا کا نام لیا
لاگی اے کاری گوئیاں۔ ہا کٹاری گوئیاں۔ نہ آئے تماری گوئیاں
آؤ میں وارمی گوئیاں۔ نظر لاگی۔ بانکے

نغز۔ یا اللہ کیا کروں۔ کدھر جاؤں۔ نہ طرم تھے نہ جمیل تھے نہ بغلول کس کس کے آگے ہاتھ جوڑ دوں۔ کس کس کو جاکر منا ؤں اگر یہ بھی تو غضب ہے۔ قصور آپ کا اور بیچارے بغلول کو خواہ مخواہ مجبور ہے میں قید کرکے بٹھا دیا۔ خود بھی نوکری سے برطرف

ہوا۔ اب مجھے حکم ہو جائیگا کہ تم چلی جاؤ۔

(گلنجیرو کا جھومتے ہوئے آنا)

گلنجیرو۔ کوئی نہیں مطلع صاف ہے پیاری گلدم!

گلدم۔ ہیں تو کون خبردار اب آیا ہے؟

گلنجیرو۔ ہاں کہو لڑکی یا لڑکا؟

گلدم۔ خیر و کیا تیری قبر کو ہیں تو منتیں کرتی ہار گئی؟

گلنجیرو۔ کیوں اور جو تو نے معافی کی امید دلائی تھی بیکار گئی؟

گلدم۔ ارے موئے تیرے نام سے تو گھر کا گھر بیزار ہے۔ اور وہ موا نگوڑا شامت کا مارا تو حلال بھی کرنے کو تیار ہے؟

گلنجیرو۔ کیا کوئی نئی آفت آئی ہے؟

گلدم۔ اوس موئے نے خاص آلو پیاز کترنیکی چھری سان پر لگوائی ہے؟

گلنجیرو۔ اب معلوم ہوا کہ وہ بھاڑ نہیں قصائی ہے۔ خیر جو ہوگا [illegible] نکا

دل بسمل پہ قاتل نے خنجر سنبھالا۔ مارا انجر کا بھالا۔

ہاں جی واہ واہ واہ تیغ نگہ کو ادا سے نکالا۔ مارا انجر کا بھالا۔

ہاں جی واہ واہ واہ

آنکھوں میں نظر آتی ہیں تیلیاں تیلیاں کالی۔ کلکتہ مندر میں ہو جس طرح سے کالی۔ ہر بات کرامات ہے ہر گھات نرالی۔ صدقہ تیری الوٹ پہ میرے باپ کی سالی۔ میری خالہ پر سوا ہٹالا۔ دے بوسہ اب عزیز الا۔ دل بسمل

(بنجوں اندر سے آواز دیتا ہے)

گلدم۔ اوئی اللہ۔

گلنجیرو۔ کون بنجوں برباد ہی؟

گلدم ۔ بھاگ گیا، بھاگ گیا؟
گلنجیرو ۔ ارے کہاں بھاگ گیا؟ (ادھر اُدھر دیکھنا)
گلدم ۔ ادھر نہیں اُدھر؟
گلنجیرو ۔ ادھر؟

(مرزا ظرم کا اندر سے جنبیل کو آواز دینا)

گلنجیرو ۔ ارے باپ رے ایک طرف کنواں ایک طرف کھائی۔ کہیں چھپا خالہ؟
گلدم ۔ اچھا ٹھیر (اندر سے سفیدہ لانا۔ اور گلنجیرو کو لگانا)
گلنجیرو ۔ ارے مجھے سفیدہ کیوں لگاتی ہے ۔ کیا بنانا ہے۔ مجھے کیا بکر بناتی ہے؟
(بت بنا کر گلدم کا پوشاک پہنانا۔ اور اندر سے ایک بسنر لانا۔ اور ہاتھ میں ڈھال تلوار دیکر کھڑا کر دینا۔)
گلنجیرو ۔ ارے میں سب سمجھ گیا۔ تو مجھ کو پتلا بنا کر اس کا ڈھڑکے الو کو دھوکا دینا چاہتی ہو؟
گلدم ۔ دیکھو وہ آگیا (گلنجیرو کا بت بنکر چپ چاپ کھڑا ہو جانا)
گلنجیرو ۔ ارے آگیا باپ رے؟
بغلول ۔ خبیث کی بچی تو بڑی ہے کتنی مرتبہ کہا ہے حضور نے؟
گلدم ۔ کس لئے؟
بغلول ۔ اس لئے کہ تو مرزا ظرم سے گلنجیرو کی بار بار سفارش کرتی ہے۔ اس سے تیرا مطلب کیا ہے؟
گلدم ۔ حضور وہ بیچارہ شریف ملازم تھا؟
بغلول ۔ اور اوس کے ساتھ شریف؟
گلدم ۔ جی ہاں شریف ہی ہے۔ جو دس دن سے شکل نہیں دکھائی؟
بغلول ۔ اور اس لئے کہ مجھ غریب کو خواہ مخواہ بورے میں بند کر کے پٹوایا ہے مگر گلدم یہاں تو کچھ پتہ نہیں (پتلے کی طرف دیکھکر) یہ پتلا کہاں سے آیا ہے۔

گلدم۔ حضور یہ پتلا میرے خالو کے سالے نے مصر سے بطور تحفہ کے ارسال کیا ہے، ذرا غور سے دیکھئے بنانے والے نے کیا کمال کیا ہے؟

بغلول۔ پتلا تو اچھا ہے (گال پر ہاتھ پھیر کر) مگر اس کا رنگ کیوں کچا ہے؟

گلدم۔ نہیں جی رنگ پکا ہے؟

بغلول۔ (پتلے کو اچھی طرح سے ادھر ادھر سے دیکھنا) مگر گلدم اس پتلے میں تھوڑی تھوڑی اس حبشی کے بچے گلچھرو کی مشابہت ہے؟

گلدم۔ نہیں حضور بڑھاپے کی وجہ سے آپکی آنکھیں ذرا چندھیاتی ہیں لیجئے یہ چابی اس کو دیجئے اور کاریگری کو ملاحظہ کیجئے؟ (جانا)

بغلول۔ چابی دینے سے کیا ہوگا کیا ناچیگا۔ نہیں نہیں سمجھا گانا گائیگا۔ (بغلول کا چابی لگانا) ٹن ٹن۔ (گلچھرو کا پھرنا۔ [illegible] ماشاء اللہ) سبحان اللہ ہیں شاید چابی الٹی لگ گئی۔ دوسری طرف سے چابی دینا۔ (گلچھرو کا [illegible]) لاحول ولا [illegible] پتلا تو مارتا ہے ہاں اب سمجھا یہ پتلا وتلا نہیں۔ یہ تو بھوت ہے۔ اب ایک ہی مرتبہ بہت سی چابی دیکر بھاگ جاؤں۔ (گلچھرو کا پھر زور سے مارنا) ارے ارے اس پتلے نے تو اپنی پوزیشن ہی بدل لی؟

(گلچھرو کا ایک دم زانو ہو کر ہاتھ پھیلا کر تلوار کھینچ کر کھڑا ہونا) اب کیا کروں جوتے لگاؤں۔ نہیں میری جوتی نئی ہے ٹوٹ جائیگی۔ جاؤں ایک موٹا ڈنڈا لاؤں (جانا)

گلچھرو۔ ہائے ہائے اب کیا کروں وہ تو ڈنڈا لینے گیا ہے میری تو ہڈی پسلی توڑ دیگا۔ ادھر ادھر دیکھکر یہ ٹھیک ہے۔ نہیں نہیں اسے بھی تو پہچان لے گا۔ میز کے نیچے چھپ جاؤں۔

(گانا [illegible] شراب پیتے ہوئے [illegible] بعد میں بغلول کا آنا)

بغلول۔ اس کمبخت نے مجھکو بہت مارا [illegible]۔ (گلچھرو کا میز کے نیچے سے بولنا)